شہرِ حریر
از
ناظم زرسنزّ

شاعر کا نام	ناظم حسین
قلمی نام	ناظم زرسنّر (Nazim ZarSinner)
تاریخِ ولادت	08 دسمبر 2000ء
جائے ولادت	چک چھوٹی شفیع، پاکپتن، پاکستان
والد کا نام	خادم حسین
زبانیں	پنجابی، اردو، انگریزی
ازدواجی حیثیت	شادی شدہ
کتب	بیاضِ ہوس، سائرِ فطرت، حریم مریم، حورانِ ارم، شہر حریر
	Convexities
رابطہ	WhatsApp: +92 3036906366
	Facebook: Nazim ZarSinner
	Email: nazimhussainsinner@gmail.com

انتساب

شاعرِ جواں مرگ

مصطفی زیدی

کے نام

ابتدا

ابتدا حسن کے خیالوں کی
اہمیت کند سب مثالوں کی
چھین کے سب بھی اچھے لگتے ہیں
یہ ہے خوبی پری جمالوں کی

22 اپریل 2022ء

ناظم زرسنّر

غزل

شدت سے ہو رہا ہے دل بے قرار، آ جا
ممکن نہیں ہے مجھ سے اب انتظار، آ جا

اِس بار بھی ہواؤں میں تازگی نہیں ہے
گزری تھی تیرے بن ہی پچھلی بہار، آ جا

جذبات کی ترے گھر بارات بھیجتا ہوں
اشکوں کی پالکی میں ہو کر سوار، آ جا

دنیا کے شور و غل سے چھٹکارا چاہتا ہے
سن خامشی میں اپنے دل کی پکار، آ جا

پھولوں میں نازکی تھی تیری نزاکتوں سے
بستر پہ چبھ رہے ہیں گل بن کے خار، آ جا

یاد آ رہی ہے تیرے ہاتھوں کی ہر شرارت
چہرے کو چھو رہی ہے پھر سے پھوار، آ جا

لو شام ہو گئی پھر میں راہ میں کھڑا ہوں
آ جاؤ، کہہ رہا ہے من بار بار: آ جا

23 ستمبر 2021ء

غزل

ہر دل کو کیا زندہ، آنکھوں کو دی بینائی
یہ دنیا محمد ﷺ کے پیغام نے مہکائی

دشمن ہیں ہماری سب اقوامِ جہاں کافر
مومن! ہے گواہ اِس پر یہ شدتِ تنہائی

تھی شرک کی لعنت سے بدرنگ سبھی دنیا
تکبیر جو گونجی تو صحرا میں بہار آئی

اسلام سے ہو کر دور حاصل ہوا کیا ہم کو
ہے علم غزالی سا نہ دولتِ دارائی

تعلیم کا مقصد ہے گمراہ ہمیں کرنا
یہ بات ہمیں اپنی تاریخ نے سمجھائی

لائے ہیں نظام ایسا کفار کہ ہم ہیں پست
میدانِ معیشت میں ہاتھ اُن کا ہے بالائی

01 جنوری 2022ء

غزل

کام کس طرح مرے شعلہ بیانی آئے ؟
پیار میں کام فقط نرم زبانی آئے

ہے جنم دن مرا، پھولوں کا لیے گلدستہ
کاش! وہ دینے کوئی تحفہ نشانی آئے

تیرے جذبات کی شدت کو سمجھ سکتا ہوں
ایسا کرتا ہے نئی جس پہ جوانی آئے

کون سی طرز میں میں اُس سے کہوں حالِ دل ؟
میرے الفاظ میں کس طرح روانی آئے ؟

شدتِ قحط ہے، کھانے کو نہیں ہے کچھ بھی
رحم اللہ ﷻ کرے، چرخ سے پانی آئے

جاننے کے لیے کی تم سے محبّت میں نے
"جب سمجھ میں نہ محبت کے معانی آئے"

22 فروری 2022ء

غزل

میرے خوابوں کو محبت سے سجانے آنا
روح پیاسی ہے، مری پیاس بجھانے آنا

تم تو پرکار ہو اِس فن میں، ابھی لوٹا کر
پھر سے اک بار مرے دل کو چرانے آنا

یوں ہی ضائع ہوں شباب اپنے، ارادہ ہے کیا؟
جب گزر جائیں جوانی کے زمانے، آنا

کتنا دلکش تری زلفیں ہے بکھرنا رُخ پر
اور ہوا کا اُنھیں چہرے سے ہٹانے آنا!

اپنی خلوت میں لٹاؤں گی وفا کی دولت
جب بھی خالی ہوں مُسرّت کے خزانے، آنا

تم سے باقی نہیں رہتا کوئی شکوے کا جواز
جب تمھیں بھول گیا وعدے نبھانے آنا!

17 جون 2021ء

غزل

خط مرے سارے جلا دو ایک بار
حوصلہ اپنا دکھا دو ایک بار

سجدے میں گر جائے ساری کائنات
تم اگر پلکیں جھکا دو ایک بار

کس سعادت مند پر تم ہو فدا؟
نام ہی اُس کا بتا دو ایک بار

بے حسی دل کی بھی آدھی موت ہے
دل ہے پژمردہ، جِلا دو ایک بار

بے قرار آنکھیں ہیں پیاسی دیر سے
تشنگی ان کی مٹا دو ایک بار

بعد میں دیکھو، کہ وہ کرتے ہیں کیا
پاس جو کچھ ہے، لٹا دو ایک بار

دیکھنا مل سکتا ہوں کیا پھر تمھیں
مجھ کو پلکوں سے گرا دو ایک بار

01 جولائی 2021ء

غزل

اگر مناسب ہو مجھ سے ملنا تو جلد آؤ اداس ہوں میں
حیات بے نور ہو گئی ہے دیے جلاؤ اداس ہوں میں

مجھے پریشان کر رہا ہے یہ کارِ دنیا کا شور بے حد
تم اپنی خوش کن سریلی دھن میں جاں گیت گاؤ اداس ہوں میں

جہاں کبھی محفلیں تھیں سجتی اکیلا بیٹھا ہوں اس جگہ پر
بلاؤ ساتھی پرانے میرے دیے جلاؤ اداس ہوں میں

تمام دنیا خمارے میں ہی کھو سی جائے شرابی ہو کر
شراب ہونٹوں سے اپنے چھو کر مجھے پلاؤ اداس ہوں میں

ضروری ہے کیا حیات سے میری بڑھ کے دلبر تمھارا پردہ
نقاب اپنے گلاب چہرے سے جلد اٹھاؤ اداس ہوں میں

15 جولائی 2020ء

غزل

رک گئے؟ گردش میں اُمّت کے ستارے اب بھی ہیں؟
مسکراتے راکھ میں کوئی شرارے اب بھی ہیں؟

منقسم اُمّت ہے کیوں تفریق میں الجھی ہوئی؟
کیا ہمارے رہنما قرآں کے پارے اب بھی ہیں؟

مقتضی ہیں نیل کی موجیں تری ضربِ کلیم
اہلِ ایماں منتظر دریا کنارے اب بھی ہیں

جنّتِ کُفّار کی لذّت سے دل ہیں آشنا
منتظر دوزخ کے کیا سوچیں، انگارے اب بھی ہیں!

یا خدا! جب خود کو دیکھیں دل میں اٹھتا ہے سوال
دینِ اسلام اور محمد ﷺ کیا ہمارے اب بھی ہیں؟

06 اپریل 2021ء

غزل

کروں میں یاد جیسے تیری رحمت بے حسابانہ
دلوں کو عشق تڑپائے ترا پُر اضطرابانہ

حدیثِ لن ترٰنی مت سنا، مشتاق ہیں، یارب!
مُیَسّر ہو ہمیں تیری تجلّی بے حجابانہ

بہت ہی سخت ہے یہ رات تیرے تشنہ کاموں پر
ہے تو ہی پیاسوں کا ساقی، پڑا خالی ہے مے خانہ

نہیں ملتا ہمیں کوئی ترے اسرار کا محرم
کہ یکسر اہلِ عالم ہو رہے ہیں تم سے بیگانہ

ترستا ہے زمانہ ذوالفقارِ بوترابی کو
شجاعت ہو چکی مومن کی یارب! ایک افسانہ

ضیائے شمع میں باقی نہیں ویسی کشش ورنہ
تہی جذبِ دروں سے ہے تری محفل میں پروانہ

17 اپریل 2020ء

غزل

انس کے گر رہے معیار کا اللہ وارث!
بہتری کی سبھی افکار کا اللہ وارث!

بند کمرے میں زلیخا لیے جاتی ہے پھر
یوسفِ وقت کے کردار کا اللہ وارث!

خون میں خون کی گردش ہی ہے معراجِ وفا
اہلِ دل اٹھ گئے، اب پیار کا اللہ وارث!

میرے نزدیک ہیں سب اُن کے فتاویٰ مہمل
مفتیِ شہر کی گفتار کا اللہ وارث!

ایک خالق کی ہیں مخلوق قدم اور کانٹے
میرے رستے کے ہر اک خار کا اللہ وارث!

16مارچ2022ء

غزل

ماضی کے کربلا کی بات نہ کر
میرے اُس آشنا کی بات نہ کر

جس جگہ ہے زمانہ جا پہنچا
اب تو شرم و حیا کی بات نہ کر

اپنے وعدے کو ٹالنے کے لیے
یار! روزِ جزا کی بات نہ کر

مجھ سے میرا طبیب کہتا ہے
"جلد مرجا، دوا کی بات نہ کر"

سوچ اپنی سزا ذرا پہلے
پہلے میری خطا کی بات نہ کر

جب خدا کا ہوں واسطہ دیتا
وہ ہیں کہتے خدا کی بات نہ کر

10جون2020ء

غزل

نہیں سہہ سکتا تنہا قطروں کے میں وار بارش میں
کسی کی نرم باہنیں ہیں مجھے درکار بارش میں

کسی بچھڑے ہوئے کی یاد میں میں ڈوب جاتا ہوں
میں پھیلاتا ہوں اپنا ہاتھ جب بھی، یار! بارش میں

حسیں جذبات، ہر قطرہ یہ جاناں سا نازک ہے
کسی کو بھیگتے دیکھا مری سرکار بارش میں؟

میں بھی دیکھوں ہے لگتی جل پری بھیگی ہوئی کیسی
میّسر ہو اگر مجھ کو ترا دیدار بارش میں

سہانی رات ہے اور خواہشیں قابو سے باہر ہیں
قریب آنے سے دلبر مت کرو انکار بارش میں

ہیں چھائی بدلیاں، میں منتظر ہوں، جلد گھر آؤ
ہو گا ابریشمی بستر، کریں گے پیار بارش میں

مرے پیارے! ہے تم کو یاد جو وعدہ کیا تم نے؟
کہا "تحفے میں دوں گا لا کے تم کو ہار بارش میں"

بدل لو آ کے کمرے میں لباس اپنا، ہے موسم سرد
رہے گر بھیگتے، ہو جاؤ گے بیمار بارش میں

26 جون 2021ء

غزل

نہ ثوابوں میں نہ گناہوں میں
بس کہ کھو جائیں تیری راہوں میں

جا کے کہہ دو اُنھیں حقیقتِ دل
کچھ نہیں ہے خموش آہوں میں

اب تمنا ہے ایک ہی دل کی
زندگی گزرے تیری باہنوں میں

پائی تصدیق ہر جگہ بے گھر
ہم نے تحقیق کی پناہوں میں

تیرا نقصان کر نہیں سکتا
کوئی بھی میرے خیر خواہوں میں

28 جون 2021ء

غزل

آنچل ترا جب بھی سر سرائے
انجانا مجھے سرور آئے

دل تم سے لگانے کی سزا ہے
اپنے سبھی ہو گئے پرائے

پھر سے ہوں نصیب اگر وہی دن
دل گیت خوشی کے گنگنائے

تاریخ قمر کی گزری پھر نو
شب بھر میں نے پھر دیے جلائے

حالت ہو گئی ہے قابلِ رحم
طائر جوں قفس میں پھڑپھڑائے

ہم نے تھا تمھارا کیا بگاڑا؟
تم نے ہمیں کیسے دن دکھائے؟

کیا تم کو نظر ہے آتا باقی
جو دل تری رہ میں اب گنوائے؟

قاصد دعا کر کبھی پھر اُس کا
پیغام تو میرے پاس لائے

18 اکتوبر 2021ء

غزل

مجھے کاش! ہو میسر ترا خوش نصیب بستر
وہی خلد کا بچھونا جو ترے قریب بستر

تری خوشبوؤں سے مہکے مری خلوتوں کا عالم
ترے نور سے ہو روشن یہ مرا مہیب بستر

ترے در کی خاک پر ہم تھے یوں لیٹنے کے عادی
ہوا جب ہمیں میسر تو لگا عجیب بستر

مرے رت جگے کا باعث کوئی شخص ہے، اے پیارے!
کوئی ساتھ سونے والا نہ کہ اے طبیب! بستر

تو ہو ساتھ تو ہے نعمت، ترا قرب ہو تو جنت
نہ ہو تو تو اک مصیبت، فقط اِک صلیب بستر

28 ستمبر 2021ء

غزل

ترانے عشق و سرمستی کے گا کر بیٹھ جانا
چمن سے پھول لا کر، گھر سجا کر بیٹھ جانا

ٹہلنا صحن میں نہ دیکھنا کھڑکی سے اُن کو
فقط جذبات کا دریا بہا کر بیٹھ جانا

تمھیں تو علم ہے کہ کام ہی ایسا ہے میرا
اگر تاخیر ہو، مت منھ بنا کر بیٹھ جانا

ستانا اُن کا، اک تصویر اُن کی تھام لینا
ہمارا میز پر مشعل جلا کر بیٹھ جانا

کبھی اظہارِ الفت کی جو اُن سے ٹھان لینا
تو بس ردِ عمل سے ہچکچا کر بیٹھ جانا

گزرنا اُن کا روزانہ ہمارے سامنے سے
ہمارا راہ پر نظریں جما کر بیٹھ جانا

پہنچنا وقت پر اڈے پہ روزانہ ہمارا
اور اُن کا وین میں کچھ مسکرا کر بیٹھ جانا!

11 اکتوبر 2021ء

غزل

حریص دل نے زمانہ کشمیر بیچا ہے
کسی نے جسم، کسی نے ضمیر بیچا ہے

نہیں رہی بشریت کی خوبی انساں میں
اساسِ انس کا سب نے خمیر بیچا ہے

مذاق اڑ گیا مذہب کا اہلِ علم نے جب
خدا کی آیتوں کو، اے فقیر! بیچا ہے

ارم بھی نہ ملی جس کے حصول کی خاطر
سمجھ کر ایماں کو سب نے حقیر بیچا ہے

بس ایک عہدے کی خاطر امیرِ لشکر نے
مخالفین کو ایک ایک تیر بیچا ہے

بزرگ کے ہوا فیضان کا یہاں سودا
کہ پیرو کاروں نے اپنا ہی پیر بیچا ہے

09-08 مارچ 2022ء

غزل

کبھی تو آؤ نا مجھ سے ملنے، حسین راتیں پکارتی ہیں
تمھاری ہونٹوں پہ التجا ہے، تمھیں ہی آنکھیں پکارتی ہیں

بہت مجھے یاد آ رہی ہیں ترے ملن کی حسین گھڑیاں
تمھارے ہونٹوں کو میرے ہونٹوں کی سرد آہیں پکارتی ہیں

ترے تصوُّر کا کر رہی ہے طواف جذبات کی روانی
بہت مری روح مضطرب ہے، تمھیں ہی سانسیں پکارتی ہیں

خیال اُس ابتسام کا جو تری نگاہوں کے ساتھ ہے خاص
قرار کھو کر اُسے ہی فطرت کی سرد لہریں پکارتی ہیں

مری کنواری محبتوں کی پکار بس ہے وصال تیرا
"اب آ بھی جاؤ" تمھیں یہ حسرت بھری نگاہیں پکارتی ہیں

04 مئی 2021ء

غزل

کیا محرک سبب سے پہلے تھے؟
کون ہیں وہ جو رب سے پہلے تھے؟

سب کہاں آپ کے وہ ساتھی گئے
جو کہ فصلِ طرب سے پہلے تھے

آپ کی صحبتوں کا کچھ ہے اثر
یا ہم ایسے عجب سے پہلے تھے؟

میں نے کوشش بہت کی جلدی کی
منتظر آپ کب سے پہلے تھے؟

آپ کی سوچ ہو گئی تبدیل
ہم وہی ہیں جو اب سے پہلے تھے!

20 ستمبر 2021ء

غزل

ہے اداس اداس سا شام سے، دلِ نیم جاں! تجھے کیا ہوا؟
ذرا دیکھ اپنے تو ارد گرد عجب سماں، تجھے کیا ہوا؟

ہے ترا نصیب اکیلا پن تو تلاش کرتا ہے ہم سفر
تھی بہت سکون سے زندگی تری جب رواں، تجھے کیا ہوا؟

یہ ستارے تیرے حبیب ہیں، یہ سفید چاند ہے اُس کا رخ
وہی رات ہے، وہی دونوں ہم، وہی آسماں، تجھے کیا ہوا؟

اُسی ایک شخص کی جستجو، اُسی اک نگاہ کی آرزو
وہی دکھتا ارض و سما کے تجھ کو ہے درمیاں، تجھے کیا ہوا؟

تری بے قراریاں دیکھ کر مجھے رنج ہوتا ہے، سن ذرا
مجھے سب بتا دے، ہوں میں ہی اک ترا رازداں، تجھے کیا ہوا؟

بڑا شوخ صفت تھا تو کبھی، ترا ذکر ہوتا تھا ہر طرف
نہیں تھا گماں کہ تو ایسے کل ہو گا بے نشاں، تجھے کیا ہوا؟

30 اگست 2021ء

غزل

آرزو تمھاری ہے
جستجو تمھاری ہے

رہتی میرے ہونٹوں پر
گفتگو تمھاری ہے

میری شان و شوکت اب
آبرو تمھاری ہے

کائنات کس کی ہے؟
خوب رو! تمھاری ہے!

رہتی شکل آنکھوں کے
روبرو تمھاری ہے

تم گلاب خود ہو یا
اُس کی بو تمھاری ہے؟

13 دسمبر 2021ء

غزل

شیطاں کے فرامین کی کی جاتی ہے تعظیم
جو فخر سے الحاد کی دی جاتی ہے تعلیم

جس درجہ بتاتے ہیں مفسّر و محقق
اُس درجہ بھی مشکل نہیں اسلام کی تفہیم

اسلام ہے اللہ جلّ جلالہٗ کے ہر حکم کے آگے
ہر حال میں انساں کا رہے خم سرِ تسلیم

اسلام نے انسان کو یوں بخشی ہے عزت
کعبے سے زیادہ ہے مسلمان کی تکریم

کفّار کی تقلید میں تواب کے مسلماں
کرنے پہ اتر آئیں گے قرآن میں ترمیم

ہیں سادہ سے بندے بڑے حیران و پریشاں
اس درجہ تکلّف میں ہے تحلیل و تحریم

جب پڑھتے ہیں قرآن میں "فرقے نہ بناؤ"
تو اُس کی بھی تفسیر پہ ہو جاتے ہیں تقسیم

05 اپریل 2021ء

غزل

حسن ہو دو چند اِس محفل کا تم آؤ اگر
حال اچھا ہو گا میرے دل کا تم آؤ اگر

کیا پہیلی ہے ترے نقشِ قدم کا ابتسام؟
راستہ معلوم ہو منزل کا تم آؤ اگر

دل مرا موسیقیت پر ہو گیا جس کی فدا
سحر دیکھے بزم اُس پائل کا تم آؤ اگر

قیس! ہے دشتِ عرب لیلیٰ کا تیری منتظر
میں اُٹھا دوں پردہ خود محمل کا تم آؤ اگر

ایک مدّت سے نہیں بجھ پا رہی آنکھوں کی پیاس
لب سفینہ چوم لے ساحل کا تم آؤ اگر

کر رہا ہے ہجر تیرا ہر خوشی کا سر قلم
سر قلم ہو جائے اِس قاتل کا تم آؤ اگر

03 جون 2021ء

غزل

بہت معصوم، سادہ، دلربا تھا کون : تم یا میں ؟
ملاقاتوں کی وجہِ ابتدا تھا کون : تم یا میں ؟

تھا شرمیلی ادا سے دل چرا لینا ادا کس کی
مگر اِس پر بھی سب سے باحیا تھا کون : تم یا میں ؟

گزرنے پر گلی سے اپنے گھر کی کھڑکیوں میں سے
بہت معصومیت سے دیکھتا تھا کون : تم یا میں ؟

"تری یادیں مجھے بے خود سا کرتی ہیں" کہا کس نے ؟
نشے میں جذبِ دل کے بہہ رہا تھا کون ؟ تم یا میں ؟

بس اِتنا یاد ہے ٹوٹے سبھی رشتے بچھڑنے پر
تمھیں تو یاد ہوگا بے وفا تھا کون : تم یا میں ؟

17 اپریل 2020ء

غزل

وہی رات ہے وہ ہی تنہائیاں ہیں
وہی پھر مری بزم آرائیاں ہیں

ہو مجبور تم بھی، ہوں لاچار میں بھی
ابھی تک محبت میں کٹھنائیاں ہیں

ملی عشق میں کس کو ہے نیک نامی
مقدر میں یاں سب کے رسوائیاں ہیں

نشے میں مجھے کچھ نہیں یاد رہتا
سمندر سی ساغر میں گہرائیاں ہیں

بس اک زندگی کی ہی قیمت گھٹی ہے
وگرنہ بڑھی صرف مہنگائیاں ہیں

گناہوں ثوابوں کی ساری کتھائیں
فقط میرے ماضی کی پرچھائیاں ہیں

29 فروری 2020ء

غزل

شبنم سے تر زم رسیلے دلکش آبی تیرے ہونٹ
چوم لوں میرے دل میں ہے بے حد بے تابی تیرے ہونٹ

کتنا تمھارا دھیما دھیما لہجہ چنچل چنچل ہے
دے گئے اِس پر تحفے میں مجھ کو شب بے خوابی تیرے ہونٹ

لے کے تمھیں بانہوں میں ہم نے ہونٹوں سے اُن کا کام لیا
دیکھیے کیا کرتے ہیں ہم پر وار جوابی تیرے ہونٹ

تم کو خوب مزہ دیتا ہے نشے میں بہکی باتیں کرنا
ہم کو خوب مزہ دیتے ہیں مہکے شرابی تیرے ہونٹ

دو ہی چیزیں اِس دنیا میں مجھ کو اچھی لگتی ہیں
ایک چنبیلی کی خوشبو اور ایک گلابی تیرے ہونٹ

07 اپریل 2021ء

غزل

گزرے سالوں کی بات ٹھیک نہیں
گھر نکالوں کی بات ٹھیک نہیں

ہیں برابر بشر مرے نزدیک
گوروں کالوں کی بات ٹھیک نہیں

ہم سے ترسیدہ نوجوانوں میں
حسن والوں کی بات ٹھیک نہیں

کیوں مریضوں کا توڑتے ہو دل
اسپتالوں کی بات ٹھیک نہیں

جو مسلمانوں کی ہیں اب سرکار
ان جیالوں کی بات ٹھیک نہیں

عمرِ محبوب ڈھل گئی، پھر بھی
گرتے بالوں کی بات ٹھیک نہیں

ایک مدت سے گھر نہیں گیا ہوں
صاف جالوں کی بات ٹھیک نہیں

آپ مہمان جن میں ہوتے ہیں
اُن خیالوں کی بات ٹھیک نہیں

21 مئی 2021ء

غزل

سرور آتا ہے اب اپنے زیاں میں
ستارا سر گراں ہے آسماں میں

چمن رشکِ جناں لگنے لگا تھا
سحر پھرتا تھا جب وہ گلستاں میں

مری الفت کی گر تصدیق چاہو
مجھے کر مبتلا دو امتحاں میں

محمد ﷺ خلق میں ہیں سب سے افضل
ہے جن کا نام تکبیر و اذاں میں

کیا ہے غرق تیری اک جھلک نے
مجھے الفت کے بحرِ بے کراں میں

تڑپتا ہے مرا دل کیوں؟ بتاؤں؟
ہو تم رہتے مرے قلبِ تپاں میں

مرے غم بہہ گئے اشکوں میں سارے
کہ بہہ جاتے ہیں برگ آبِ رواں میں

نہ کیوں اُس کو ملے دنیا کے سب غم
یہی اک غم ہے قلبِ مہرباں میں

محبت اِس لیے کرتا ہوں تم سے
حسیں لگتے ہو تم سب سے جہاں میں

چھپانا چاہتے ہو مجھ سے تم کیا؟
ہے شامل جھوٹ کیوں تیرے بیاں میں؟

ملاقات آپ سے ہو گر میسر
تو کھل سکتے ہیں گل فصلِ خزاں میں

تھا یہ سوکھا گلاب الفت کا تحفہ
ہیں پنہاں کتنی یادیں اک نشاں میں!

تمھیں انساں سمجھتی ہے گو دنیا
مگر تم حور ہو میرے گماں میں

مرے جذبات محرومِ بیاں ہیں
بیاں کرنے کی طاقت کس زباں میں؟

2021ء کے پاکپتن کے ضلعی
مقابلے میں اول انعام کی حامل

24 فروری 2021ء

غزل

شکستہ : تیرے ہاتھوں میں بکھرنا چاہتا ہوں میں
تمھاری گود میں سر رکھ کے مرنا چاہتا ہوں میں

خدارا مجھ سے مت پوچھو، مرا کردار کیسا ہے ؟
بنا لو آپ سا مجھ کو، سنورنا چاہتا ہوں میں

مُقیّد رہ نہیں سکتا، نہ جتلانا حدود اپنی
میں پیاسا ہوں سو ہر حد سے گزرنا چاہتا ہوں میں

کسی کا حسن سکھلا دے مجھے اب خود فراموشی
کسی کی نیلی آنکھوں میں اترنا چاہتا ہوں میں

بہانے سے اک آندھی کے، وہ تم کو چھو تو سکتی ہے
ہوا میں خاک کی مانند ابھرنا چاہتا ہوں میں

ہوں اک بہتا ہوا تنکا کسی دریا کی لہروں پر
کوئی مجھ کو کنارا دے، ٹھہرنا چاہتا ہوں میں

26 جون 2021ء

غزل

سمن کے پھول بالوں میں سجا کر چاہتی کیا ہو؟
شرارت سے مری نیندیں اڑا کر چاہتی کیا ہو؟

لبھانے کے سفر کی ابتدا کیوں کر رہی ہو تم؟
ہمارے بیچ افسانہ بنا کر چاہتی کیا ہو؟

یہ لہجہ، یہ ادائیں بے قراری کو بڑھاتی ہیں
مجھے ست رنگ جملوں میں گھما کر چاہتی کیا ہو؟

بریشم کی نفاست جس کے آگے سر بسجدہ ہے
گداز آنچل کا یہ کونہ تھما کر چاہتی کیا ہو؟

یہ لمحہ نقش ہو جائے گا صدیوں کے لیے ہم پر
بہکتی خلوتوں میں مسکرا کر چاہتی کیا ہو؟

بہشتیں ہیں فدا تم پر گلابوں کی مہارانی
مرے ہونٹوں سے ہونٹوں کو ملا کر چاہتی کیا ہو؟

اگر میں کھو گیا ان میں تو سب کچھ بھول جاؤں گا
مجھے ایسے نگاہوں میں بسا کر چاہتی کیا ہو؟

20 اپریل 2022ء

غزل

ناراض ہو رہتی کیوں مجھ سے کچھ وجہ بتانا چاہو گی؟
ملنے مجھے کیوں نہیں آتی ہو؟ اب ملنے آنا چاہو گی؟

میں پیاسا ہوں، اِن آنکھوں سے اک جام پلانا چاہو گی؟
تاریک حیات ہے جان مری، اک شمع جلانا چاہو گی؟

تم جب سے جدا ہو مجھ سے ہوئی محروم ہوا ہوں اشکوں سے
پاگل ہوں ہوامیں ہنس ہنس کر، پھر مجھ کو رلانا چاہو گی؟

تم پاس نہیں تو جانِ ادا کچھ کھیل نہیں کوئی چھیڑ نہیں
جاتی ہے سکون سے جان مری پھر مجھ کو ستانا چاہو گی؟

ہیں لمس تمھاری پانے کو قطرات ترستے بارش کے
برسات میں اب کیا ساتھ مرے تم پھر سے نہانا چاہو گی؟

مرجھایا ہوا اک پھول ہوں میں ویران چمن ہیں تیرے بن
تم میری حیات کے گلشن میں پھر پھول کھلانا چاہو گی؟

03 جون 2020ء

غزل

کتنا دلکش ہے سماں، اِس میں کھو جانا چاہیے
آج عالم بن صنم کا جلوہ خانہ چاہیے

تلخیاں سارے جہاں کی میں ہی کیا سہنے کو ہوں؟
میں نہ ہوں موجود جس میں، وہ فسانہ چاہیے

ساحلِ پر ریگِ دریا پر ملاقاتوں کا عہد
آ رہا ہے وہ بھی تو مجھ کو بھی جانا چاہیے

کون مستقبل سے واقف ہے، کبھی کل ہو نہ ہو
ہم کو اپنے حال کو ہر دم سجانا چاہیے

دوسروں کو بس دکھانے کے لیے لڑتے ہیں ہم
داستاں کی زیب کو اک شاخسانہ چاہیے

لطف لاپروائی میں جو ہے وہ پروا میں کہاں؟
ہاں مگر وعدہ کیا ہو تو نبھانا چاہیے

23 اکتوبر 2021ء

غزل

تقاضا نیک نامی کا ہے نہ خطاب چاہیے
ہمیں شماریات سے بری شراب چاہیے

ہمیں جہان میں فرشتہ کہتے ہیں غرور کا
مقابلے پہ دیکھنا کسے عتاب چاہیے

ہوس پرست دل کی خواہشیں و میری بے بسی
جو کہتا ہے جہان کا ہر اک شباب چاہیے

کھڑا گناہگار ہے جھکا کے سر ترے حضور
یا رب! تو جانتا ہے یاں کسے عذاب چاہیے!

تمھیں کبوتر ایک دے رہا ہوں جان تحفے میں
مرے سبھی خطوط کا مجھے جواب چاہیے

14 ستمبر 2019ء

غزل

آؤ کہ مشکلات سے مل کر گزر چلیں
جی سکتے گر نہیں تو اکٹھے ہی مر چلیں

اُن کے قریب رہنے کا ہے بہتریں یہ طور
چپکے سے اُن کے دل کے جہاں میں اتر چلیں

کیوں آپ اچھی طرح نہیں اوڑھتے نقاب؟
ہم کس لیے حضور جھکا کر نظر چلیں

ہوں آج رات میں بھی اکیلا تمھاری طرح
اُن کی گلی میں گھومنے آ اے قمر چلیں

پردیس کی فضاؤں سے دل بھر گیا ہے اب
جی چاہتا ہے ہم بھی کبھی اپنے گھر چلیں

چلتے ہوئے گراتے ہیں آنچل ہزار بار
اُن سے کہیں حضور ذرا دیکھ کر چلیں

17 نومبر 2020ء

غزل

جس جگہ بھی نظر آتے ہیں وہیں چھپتے ہیں
ہم سے کیوں جانے سبھی زہرہ جبیں چھپتے ہیں

کس نے بتلادیا آئی ہے جوانی اُن پر
وہ بھی اب ہو گئے ہیں پردہ نشیں، چھپتے ہیں

سعی کرتے ہیں چھپانے کی ابھاروں کو حسیں
نقش فطرت کے چھپانے سے کہیں چھپتے ہیں؟

رب ہے ستار اگر وہ نہ چھپائے تو ندیم
لاکھ کوشش کرو پر عیب نہیں چھپتے ہیں

ہو شہنشاہ زمانے کا کوئی یا ہو فقیر
موت کے بعد سبھی زیر زمیں چھپتے ہیں

10 جون 2020ء

غزل

ضد کا مجھے عزیز من دینا عذاب چھوڑ دو
تم کو ستارے لادوں گا طلبِ گلاب چھوڑ دو

ٹکرا کے مجھ سے راہ میں جانے وہ رک گئی تھی کیوں؟
آئی سمجھ وہ بولی جب میری کتاب چھوڑ دو

سب ہے خدا کے ہاتھ میں چاہے جسے نواز دے
جی لو سکوں سے چار دن حوروں کے خواب چھوڑ دو

میری بنو گی کس طرح پوچھا جب اُس سے پیار سے
پیچھا مرا، وہ بول اٹھی، خانہ خراب چھوڑ دو

دل جو کہے، کروں گا میں؛ رو کنے والے تو ہو کون؟
روز بروز مجھ سے یوں لینا حساب چھوڑ دو

10 جنوری 2021ء

غزل

تجھ سے ہر جرم کی پائیں گے سزا، خوف نہیں
تیرے بندوں کو ہی تیرا، یا خدا! خوف نہیں

موت کے وقت ہو گر سامنے تیرا چہرہ
پھر تو کچھ موت کا بھی جانِ ادا خوف نہیں

خوں چکاں جسم سے مرنے پہ ترے رستے میں
یہ ہی ہر بوند سے آئے گی صدا "خوف نہیں۔"

بے گناہی کی سزا پانے کو تیار ہوں میں
مجھ کو، جب کی ہی نہیں کوئی خطا، خوف نہیں

رشکِ فرہاد کی قسمت پہ مجھے آتا ہے
میری قسمت میں بھی گر وہ ہے لکھا، خوف نہیں

اپنے اعمال کی پہلے ہی جزا جانتے ہیں
اِس لیے ان کو قیامت کا ذرا خوف نہیں

06 اگست 2021ء

غزل

حسن کرتا ہے جب اثر دل پر
ہوتی الفت کی ہے سحر دل پر

جب سے محبوب کا بنا ہے گھر
رشک کرنے لگے گھر دل پر

آپ ہوں ساتھ، سہل ہو جائے
ہے گراں کرنا شب بسر دل پر

غیر محفوظ چھوڑ دیتے ہیں
لوگ رکھتے نہیں نظر دل پر

گرم خوں ہے تھرکتا رگ رگ میں
ہاتھ رکھ، اے مرے قمر! دل پر

تم مرے ساتھ ہو، اکیلے نہیں
ہونے مت دینا طاری ڈر دل پر

29 مارچ 2022ء

غزل

تخیّل میں میں آیا تو سزا دو گے ؟ جلادو گے ؟
بنا کر اشک آنکھوں سے گرادو گے ؟ بہادو گے ؟

مری الفت کو بے قیمت ہی رہنا ہے ہمیشہ کیا ؟
ہمارے وصل کی یادیں بھلادو گے ؟ مٹادو گے ؟

سو تم ترکِ تعلّق کے سوا کر بھی ہو سکتے کیا ؟
مجھے خوابوں میں پھر آ کر جگادو گے ؟ رُلادو گے ؟

نہتے پر ستم کرنا کہاں کا ہے بہادر پن
مجھے وقعت یوں اپنی تم دکھادو گے ؟ بتادو گے ؟

ذرا سا نرم کر لو دل ، نہ ہوگا فائدہ اِن سے
مریضِ دردِ دل کو گر دوا دو گے ، دعا دو گے

28 جون 2021ء

غزل

نئے نظاموں کی چاہتوں نے کہاں پہ پہنچا دیا ہے ہم کو ؟
ہزاروں رستے دکھا کے خود رہبروں نے بھٹکا دیا ہے ہم کو

ہمیں یہ آزادیاں ملی ہیں سبھی عقائد کا خوں بہا کر
غلامی کی آرزو نے اپنے ہی خوں میں نہلا دیا ہے ہم کو

ہماری بے نور آنکھیں نا آشنا ہیں اپنی برہنگی سے
جسے پہننا ہے بے لباسی، لباس پہنا دیا ہے ہم کو

ہماری مفلوج ذہنیت ہم کو خود پہ غصہ دلا رہی ہے
خلاف اپنے ہمارے دشمن نے خود ہی بھڑکا دیا ہے ہم کو

نیا نظام ایک لا چکے ہیں وہ خون کی ندیاں بہا کر
ہم اِس کو اپنائیں یا نہیں ؟ کس نے اِس میں الجھا دیا ہے ہم کو

ہم اپنے حق کے لیے نہیں لڑتے ، مطمئن ہیں لکھے ہوئے پر
ہماری تقدیر طے شدہ ہے ، یہ کس نے سمجھا دیا ہے ہم کو ؟

13 دسمبر 2021ء

غزل

بس اخلاقاً ذرا اُن کو منا کر دیکھ لینا
نہ وہ مانیں تو تم اب سر اٹھا کر دیکھ لینا

تڑپنا کس کو کہتے ہیں، اگر یہ جاننا ہو
تجَسُّس سے مرے پنچھی چھڑا کر دیکھ لینا

وہ مجھ سے کہہ گئی دیدار کو مچلے جی جب بھی
مجھے پلکوں کے تم پردے گرا کر دیکھ لینا

ستاتے ہو ہمیں، کیوں ہم ہیں سہتے، جاننے ہو؟
کسی تم اور کو ایسے ستا کر دیکھ لینا

مری الفت کی طلعت دیکھنا چاہو اگر تم
تو ظلمت خانۂ دل میں ہی جا کر دیکھ لینا

نہیں ہوتی ہے قسمت سب کی یکساں اس جہاں میں
سو مستقبل کو تم سب کچھ لٹا کر دیکھ لینا

11 دسمبر 2021ء

غزل

گلوں کے قتل کو بادِ صبا پر ڈال دیتے ہیں
کہ ہم اپنی خطاؤں کو خدا پر ڈال دیتے ہیں

مزاج اپنے کو عادی سخت محنت کا نہیں کرتے
ہم اپنی کامیابی کو دعا پر ڈال دیتے ہیں

نبھا ہم خود نہیں پاتے، وفا اپنی جفا سے بد
اور الزام اِس کا بھی اُس "بے وفا" پر ڈال دیتے ہیں

حمایت کھل کے کرتے ہیں سبھی ہم بے لباسی کی
یوں حفظِ زن کو آنکھوں کی حیا پر ڈال دیتے ہیں

جسے وہ عمر بھر آنسو بہا کر دھو نہیں سکتی
اک ایسی گندگی اُس کی ردا پر ڈال دیتے ہیں

نظر کی حد سیہ زلفوں تلک محدود رہتی ہے
کوئی پردہ وہ یوں ارض و سما پر ڈال دیتے ہیں

زمانے کے تقابل میں سدا ناکام رہتے ہیں
نتائج کو جو اُن کی انتہا پر ڈال دیتے ہیں

04 ستمبر 2021ء

غزل

حقائق میں فسانہ دیکھتا ہوں
میں لفظوں میں زمانہ دیکھتا ہوں

حیا کی مستیوں میں محو ہو کر
ترا پلکیں جھکانا دیکھتا ہوں

چمن کے پھولوں کی صورت میں ہر دن
تمہارا مسکرانا دیکھتا ہوں

ترا ثانی ہو کوئی جس میں رہتا
کوئی ایسا گھرانہ دیکھتا ہوں

میں اتنے غور سے چہرے سے دلبر
ترا زلفیں ہٹانا دیکھتا ہوں

سمجھتا تھا میں اپنے دل کو شاطر
ترا سب کچھ بھلانا دیکھتا ہوں

مجھے لگتا ہے میری روح ہو تم
ترا خود میں سمانا دیکھتا ہوں

ابھی خالی پڑی ہے دل کی نگری
ہے یاں کس کو بسانا؟ دیکھتا ہوں

عجب سرگم میں ڈوبی مست آنکھیں
اُن آنکھوں میں ترانہ دیکھتا ہوں

حویلی کے شکستہ روزنوں سے
ترا چہرہ دکھانا دیکھتا ہوں

ہے ہر صورت میں اُن سے ملنے جانا
ہے کیا کرنا بہانہ؟ دیکھتا ہوں

اے میرے عکس! مجھ کو بخش دینا
کہ ہے خود پر نشانہ، دیکھتا ہوں

20 اکتوبر 2021ء

غزل

(جوش ملیح آبادی کے نام)

بنفشی ساعتوں کا ذکر کیجے
ہماری چاہتوں کا ذکر کیجے

بڑے شیطان تھے ماضی میں ہم بھی
پرانی عادتوں کا ذکر کیجے

جو تکتے ہی اتر جاتی تھیں دل میں
حسیں اُن صورتوں کا ذکر کیجے

عیاں ہونے کا جن کے رہتا تھا ڈر
نہاں اُن رابطوں کا ذکر کیجے

جواں بانہوں کے حلقوں میں گزاری
مہکتی خلوتوں کا ذکر کیجے

تھی رونق زندگی میں جن کے دم سے
پیارے دوستوں کا ذکر کیجے

وہ دنیا فتح کر لینے کا جذبہ
جواں اُن ولولوں کا ذکر کیجے

ستاتی اُن کی فرقت تھی ہمیں جب
سہانی اُن رتوں کا ذکر کیجے

کیا آوارگی کرتے تھے جن پر
کھلے اُن راستوں کا ذکر کیجے

وہ صورت جن میں جلوہ گر تھی ہوتی
کھلی اُن کھڑکیوں کا ذکر کیجے

یہ محفل ہے فقط خوشیوں کی محفل
یہاں پر مت غموں کا ذکر کیجے

13 مئی 2021ء

غزل

نہ مری وفا رہے گی نہ ترے ستم رہیں گے
نہ ہمیشہ تم رہو گے نہ ہمیشہ ہم رہیں گے

تمھیں پیار کرنے والے تو ملیں گے حد سے بڑھ کر
تمھیں چاہنے میں لیکن سدا مجھ سے کم رہیں گے

ترے ساتھ رہ کے بھی ہم رہیں گے نظر سے پنہاں
تری خوشبو بن کے اے گُل! سدا تجھ میں ضم رہیں گے

سبھی پتھروں کے پیکر ہیں مرے شکستہ پارے
میں نہ جب رہوں گا باقی تو کہاں صنم رہیں گے؟

ترا سحر عارضی ہے تو مرا وجود فانی
مرے پاس آؤ ہم یاں نہ جنم جنم رہیں گے

کہاں معتبر ہیں باتیں مجھے پہلے اُن نے چھوڑا
تھا کہا جنھوں نے مجھ سے "ترے ہم قدم رہیں گے"

14 جولائی 2021ء

غزل

میں ہوں، تم ہو، نشہ ہو اور رات ایسی سہانی ہو
قرابت کے تلاطم میں غریق اپنی جوانی ہو

ملیں وہ پل کہ جب برسات کی بوندوں میں بھیگیں ہم
ہوں رقصاں ہم، برستا سر تا پا پانی ہی پانی ہو

زہے قسمت! کہ ہوں مقبول یہ چاندی کی پازیبیں
کہ اُن کے پاس میری چاہتوں کی کچھ نشانی ہو

نہ میں خوش ہوں، نہ میرا دل، نہ وہ خوش ہیں، نہ اُن کا دل
وہ کیسے مسکرائیں؟ طبع میں کیا خوش بیانی ہو؟

میں جو گل چوم لوں وہ دوسرے دن مرجھا جاتا ہے
نہ بوسہ اُن کا اُن کے حق میں آفت آسمانی ہو

مری آنکھوں میں بس کر اِس طرح سے جذب ہو جاؤ
نہ ہو جلوہ گری پردہ، نہ پردہ لن ترانی ہو

تمھاری سلطنت میں سرکشی کے شعلے تاباں ہیں
کہیں دل پر نہ میرے کل ہوس کی حکمرانی ہو

20 ستمبر 2021ء

غزل

طلسمِ حسن میں کیا کچھ عجب سمجھ بیٹھا
خیالِ زلف میں اُف! دن کو شب سمجھ بیٹھا

ادب پرست تھا اتنا کہ حق پرستی کو
میں اپنے دل میں خلافِ ادب سمجھ بیٹھا

یا رب! معافی! ترا بندہ کہہ نہیں سکتا
کہاں بھٹکتا رہا، کس کو رب سمجھ بیٹھا

سراپا مے کدہ چہرے کو، جام ہونٹوں کو
تری نگاہ کو بنتِ عنب سمجھ بیٹھا

جوانی پھر نہ ملے گی، اٹھاؤ لطف اِس کا
اِسی کو ہی میں بنائے طرب سمجھ بیٹھا

"کل آؤں گا تمھیں ملنے، سو منتظر رہنا۔"
پریشاں ہو گیا، میں "کل" کو "کب؟" سمجھ بیٹھا

عدم کے پردوں میں تسکیں کا راز پنہاں ہے
کسے میں پیاس کا اپنی سبب سمجھ بیٹھا؟

08جون 2021ء

زمانے کی ندا سمجھو
بروں کو بھی بھلا سمجھو

تعلّق بوجھ لگتا ہے
مجھے خود سے جدا سمجھو

سبھی بت ہم سے کہتے ہیں
ہمیں اپنا خدا سمجھو

تمھارا خط گیا پکڑا
بڑا ہے مسئلہ سمجھو

جو تم نے کی، وفا تھی گر
تو مجھ کو بے وفا سمجھو

مرے اِس مسکرانے کو
محبّت کی جزا سمجھو

29جون 2021ء

غزل

پہنچنا ہے بہت مشکل، رہِ منزل شکستہ ہے
مرے تلووں پہ چھالے ہیں، مہِ کامل شکستہ ہے

فنا ہونے کی منزل تک نہ جانے کیسے پہنچیں گے
نہ کیوں کشتی جلا ڈالیں اگر ساحل شکستہ ہے

مرے دلبر پہ ہے الزام کس کے قتل کا منصف؟
میں زندہ ہوں ابھی تک اور یہ قاتل شکستہ ہے

مہک بن کر بکھر جائیں نہ کیوں ہم ان ہواؤں میں
مرا پیکر شکستہ ہے تمہارا دل شکستہ ہے

15 اپریل 2021ء

غزل

گو اُس کی مسکراہٹ اور ہر ادا عجیب ہے
وہ مجھ سے کر رہی ہے آج تک حیا، عجیب ہے

مجھ اجنبی کی راہ میں چمن نے گل بچھا دیے
کہ کل وہ پل میں مجھ پہ ہو گئی فدا، عجیب ہے

جدائیاں سکون دے رہی ہیں اور نہ وصل ہی
مرے اور اُس کے پیار کا معاملہ عجیب ہے

وہ کھڑکی میں کھڑی تھی، اُس کو دیکھ کر نہ میں رکا
ہے اِس ذرا سی بات پر بہت خفا، عجیب ہے

ہو جائیں ایک بھاگ کر، بس اب بچا ہے حل یہی
گذشتہ شب پیام اُس نے لکھ دیا، عجیب ہے

24 مارچ 2021ء

غزل

زندگی کی تمنا کرو، یا مرو
سب اشاروں کو سمجھا کرو، یا مرو

بارِ دنیا نہ ہونا کبھی، جینے کا
کوئی مقصد یا پیدا کرو، یا مرو

چالیں چلنے سے طے ہو گی راہِ حیات
جو کھو اُس کا الٹا کرو، یا مرو

اپنا حق چھیننا ظالموں سے ہے حق
اپنے حق کا تقاضا کرو یا مرو

جینا مردہ ضمیروں کا کس کام کا
یا ضمیر اپنا زندہ کرو، یا مرو

ایسے ساتھی جو سنگت کے قابل نہیں
جلد اُن کو پرایا کرو، یا مرو

جو تمھیں مارنا چاہتا ہے اُسے
ماردو یا کچھ ایسا کرو، یا مرو

30 دسمبر 2021ء

کس طرح تعلُّق کی شروعات کریں گے
ہم جانِ جہاں، نورِ نظربات کریں گے

ہو سکتی نہیں سامنے لوگوں کے وضاحت
تنہائی میں تشریحِ خیالات کریں گے

جب خود کو سمجھتے ہیں زمانے کے مُجدِّد
پھر کس لیے تقلیدِ روایات کریں گے!

سونا تمھیں ہو جائے گا تنہائی میں مشکل
بے چین، ہوا پیار تو جذبات کریں گے

تم دیکھ جنھیں ہم پہ فدا جاؤ گے ہو خود
پانے کو تمھیں ایسے کمالات کریں گے

28 جون 2021ء

غزل

لبوں پر پھیلی میرے دیکھ کر مسکان کھڑکی سے
رہی تھی دیکھ مجھ کو صبح میری جان کھڑکی سے

بڑے اصرار سے اُس کے لیا ہے ساتھ کا کمرہ
ہوا ہے دیکھنا اُس کو بہت آسان کھڑکی سے

پسند اُس کو ہے موسیقی مجھے پڑھنے نہیں دیتی
"یہ نغمہ؟" "اچھا تھا" رہتی ہے کھاتی کان کھڑکی سے

یہ میں ہی جانتا ہوں کیسے واپس اس کو پہنچایا
مرے کمرے میں وہ شب آگئی نادان کھڑکی سے

ہوا خدشہ کہ کوئی بات کرتے سن نہ لے ہم کو
اُسے میں نے دیا لکھنے کا کچھ سامان کھڑکی سے

ہوا اچھا کہ جلدی سے بجھا دی روشنی میں نے
کوئی آیا تو وہ بھی ہو گئی انجان کھڑکی سے

تھے کرتے میری جاسوسی یا تھا کچھ اور ہی چکر
تھے جانے دیکھتے کیوں اُس کے بھائی جان کھڑکی سے

11جون2020ء

غزل

سفید چہرہ، نظر شرابی کہاں رہے گی؟
لبوں کی رنگت بھی گل گلابی کہاں رہے گی؟

حساب رب بے حساب دیتا ہے جو، کرے گا
حساب ہوگا تو بے حسابی کہاں رہے گی؟

ہمیں دکھانے کو اوڑھ لیتے ہیں وہ عبایہ
نہ ہم رہیں گے تو باحجابی کہاں رہے گی؟

ہے اصل مقصد تو بس خدا کی پناہ لینا
نبی نہ کہہ کر گئے خرابی کہاں رہے گی؟

ہمارے عجز و نیاز سے ہی ہے خاکساری
غرور کر لیں تو بوترابی کہاں رہے گی؟

تمھارے ہونٹوں کی گر نہ تقسیم ہوگی شبنم
تو صبح پھولوں کی سطح آبی کہاں رہے گی؟

06اکتوبر2021ء

غزل

جب سے وہ زندگی سے گزری ہے
تب سے ہر شب خوشی سے گزری ہے

آج پھر خوشبوئیں سی آتی ہیں
آج وہ پھر گلی سے گزری ہے

بھیگی آنکھوں سے دیکھتی مجھ کو
جانے کس بے بسی سے گزری ہے

میری مانند وہ بھی چاہت میں
منزلِ بے خودی سے گزری ہے

اک نظر میں بھلا گئی سب کچھ
کیسی جادوگری سے گزری ہے!

لہریں نشے میں ہیں، فضا رقصاں
بھیگ کر وہ ندی سے گزری ہے

10 جنوری 2021ء

اب پہن لیجیے نقابوں کو
آنے دیجے نا انقلابوں کو

توڑ کر خوشبو لیجیے اک بار
اور مسل دیجیے گلابوں کو

تم سے مل کر میں بھول جاتا ہوں
سب گناہوں کو سب ثوابوں کو

ہیں ترستے حسین دیکھے کوئی
چھوڑ پردے کے اضطرابوں کو

نام پر تیرے وارتا ہوں میں
شعر و حکمت کی سب کتابوں کو

میرے ہر خواب کی ہو تم تعبیر
دیکھ میں نے لیا ہے خوابوں کو

04 جون 2020ء

غزل

خیال میرے رلائیں تم کو تو لوٹ آنا
ہوائیں ٹھنڈی جلائیں تم کو تو لوٹ آنا

او جانے والے! سمیٹ لوں گی میں بازوؤں میں
تھکاوٹیں گر ستائیں تم کو تو لوٹ آنا

قسم تمہاری ہمیشہ میں منتظر رہوں گی
مری نگاہیں بلائیں تم کو تو لوٹ آنا

تمام لوگوں کی چاہتیں دیکھ کر بھی آئیں
جو یاد میری وفائیں تم کو تو لوٹ آنا

اگر کبھی دھڑکنیں تمہاری ہو جائیں مضطر
میں مر چکی ہوں بتائیں تم کو تو لوٹ آنا

02جون2020ء

غزل

گذشتہ عمر کا مجھ سے حساب مانگ رہے ہیں
ہر ایک کام کا مجھ سے جواب مانگ رہے ہیں

فروغ دے سکے انسانیت کو دنیا میں جو
نظامِ علم میں ایسا نصاب مانگ رہے ہیں

تمہاری عمر بڑھائے خدا، رہو زندہ تم
ہمارے واسطے رب سے عذاب مانگ رہے ہیں

شروع سلسلہ ہے ہو گیا محبت کا اب
نشانی پیار کی ہم سے گلاب مانگ رہے ہیں

مطالبہ ہے ہمارے حقوق پورے کرو سب
یہ عدل ہے، نہیں عہدہ خطاب مانگ رہے ہیں

قبولیت کے بھی آثار آ رہے ہیں نظر اب
خدا سے آپ کو ہی ہم جناب مانگ رہے ہیں

05مارچ2022ء

غزل

آتشِ نفس تھی جذبوں کی روانی، مرشد!
کس کی ہم سی ہے گنہ گار جوانی، مرشد!

مسکراہٹ سے مزین تھے شب و روز سبھی
ہم سے ناآشنا تھی اشک فشانی، مرشد!

خواہشِ دل سے بڑا کوئی بھی رہبر نہ ملا
حسن کی ہم نے سنی شعلہ بیانی، مرشد!

کھو گیا جو ملا، ہاتھوں سے گنوا کر سب کچھ
غم سے آنکھوں میں نہ چمکا کبھی پانی، مرشد!

لذّتِ وقت کو لمحات میں تحلیل کیا
محو کر آئے ہیں ہر نقش و نشانی، مرشد!

ظلمتِ دہر میں کھونے کا کچھ افسوس نہیں
کہ گزاری ہے حیات ایسی سہانی، مرشد!

10 دسمبر 2021ء

تم ایک راز ہو جس کو چھپانا مشکل ہے
بھلانا ہے تمھیں لیکن بھلانا مشکل ہے

جفا پسند ہوں میں، آپ بے وفا ہیں اگر
یوں بے وفائی سے مجھ کو ہرانا مشکل ہے

پرکھ ہوں لیتا نظر بھر میں کون کیسا ہے
جہان میں سبھی کو آزمانا مشکل ہے

میں لکھ کے لایا ہوں، خود پڑھ لو میرا افسانہ
زبان سے مجھے پڑھ کر سنانا مشکل ہے

نگاہ بھر کے میں دیکھوں تو کانپ جاؤ گے
غلط سمجھتے ہو تم کو ڈرانا مشکل ہے

سمجھ نہیں ہمیں آتا لگائیں کس سے دل
نبھانا سہل ہے، دل کا لگانا مشکل ہے

02 مارچ 2021ء

غزل

حیف! ترمیم قوانین بھی ممکن نہ رہی
اور پابندئ آئین بھی ممکن نہ رہی

بڑھ گئے اتنے فرائض مرے کہ اُن کے سبب
اب توجذبات کی تسکین بھی ممکن نہ رہی

سرزنش کفر کی پہلے ہی بہت مشکل تھی
کفرِ کفّار کی توہین بھی ممکن نہ رہی

اتنی کثرت سے مرے لوگ مصائب میں گھرے
میتوں کی کہیں تدفین بھی ممکن نہ رہی

اِن مسلمانوں سے تسخیرِ فلسطیں تو کجا
حیف! تائیدِ فلسطین بھی ممکن نہ رہی

پہلے ابلیس کی پہچان بھی ہو جاتی تھی
اب تو پہچانِ مسلمین بھی ممکن نہ رہی

15 مئی 2021ء

غزل

ہر گھڑی دلکش ہوئی جاتی ہے کیوں؟ میرے لیے
چاندنی شب پھول برساتی ہے کیوں؟ میرے لیے

گہری تاریکی کی خوش کن مستیوں کے ساز میں
چپکے سے زلف اُس کی لہراتی ہے کیوں؟ میرے لیے

اُس کی چاہت یاد کے پھولوں کی خوشبو سے سجی
شب مرے کمرے کو مہکاتی ہے کیوں؟ میرے لیے

بہتی ندیوں کے کناروں پر وہ جب دھوتی ہے پاؤں
پانی کی موجوں سے شرماتی ہے کیوں؟ میرے لیے

10 اگست 2020ء

غزل

پردہ ترا اے جاں! ہے قیامت شباب پر
ہم پر ہوا عذاب مُسلّط عذاب پر

ہو اذن تو یہ خاک میں پلکوں سے جھاڑ دوں
کچھ دھول پڑ گئی ہے تمہارے نقاب پر

حیرت میں مجھ کو ڈال دیا پوچھ کر مگر
حیران وہ بھی رہ گئے میرے جواب پر

حیرت کی بات ہے کبھی واپس نہیں ملی
میں نے تمہارا نام لکھا جس کتاب پر

قطراتِ آب لگتے ہیں چہرے پہ آپ کے
جس طرح چمکے صبح کو شبنم گلاب پر

کر دے علاج دردِ دلِ ناصبور کا
جس جس کو اعتراض ہے جامِ شراب پر

کیوں اپنے عاشقوں کو ہو تڑپاتے رات دن
ایمان اگر تمہارا ہے روزِ حساب پر

03 اگست 2021ء

غزل

اثر نصیحت تمہاری مجھ پر، ہے رُت سہانی، نہ کر سکے گی
سمجھتا ہوں احتیاط اتنی مری جوانی نہ کر سکے گی

ادھورے الفاظ کے ذریعے وفا کا اظہار ہے قیامت
کہ جادو شرم اور ہچکچاہٹ سا یاں روانی نہ کر سکے گی

یہ حسن والوں سے بھر گیا ہے، حسیں ہو تم بھی پہ میرے دل پر
تمہاری صورت بھی بعد کچھ دن کے حکمرانی نہ کر سکے گی

رہے گی کب تک محبتوں کی اساس ان بے حجابیوں پر؟
کبھی بھی جلوہ گری سا جادو تو لن ترانی نہ کر سکے گی

حسین جذبات ہو نہیں سکتے چند الفاظ میں مقید
کہ کوئی بھی طرز میرے جذبوں کی ترجمانی نہ کر سکے گی

06 اپریل 2021ء

غزل

مرے خیالوں میں تیرا چہرہ چمک رہا ہے
کہ جس کی ضو سے جہان سارا دمک رہا ہے

تمہاری جانب نہ ملتفت میرا دل ہو کیسے ؟
تمہاری خوشبو سے سارا کمرہ مہک رہا ہے

خدارا کافر نگاہ کے وار سے بچا لو
کہ راہ سے رہبرِ معظم بھٹک رہا ہے

جو تم سے اپنی زباں سے کہنا نہیں مناسب
اک ایسی خواہش کا دل میں غنچہ چٹک رہا ہے

کہا سہیلی سے اُس نے کہنا ہے چاہتا کچھ
مگر نہ جانے یہ باتوں میں کیوں اٹک رہا ہے!

20 مئی 2021ء

غزل

جو رہ سے ہٹ گئے ہیں اُن کو دزدیدہ ہی رہنے دیں
وہ جو سوئے ہوئے ہیں اُن کو خوابیدہ ہی رہنے دیں

وہ سارے لوگ جو حق سن کے رنجیدہ ہو جاتے ہیں
کریں مت اُن کی پروا، اُن کو رنجیدہ ہی رہنے دیں

اگر وہ مل گئے مجھ کو تو اُن کو بھول جاؤں گا
جدا رکھ کر اُنھیں میرا پسندیدہ ہی رہنے دیں

تبسّم جن کے ہونٹوں پر ہے اُن کے ساتھ مل جائیں
مگر مت غم زدوں کو تنہا نم دیدہ ہی رہنے دیں

کسی کی یاد میری دل لگی سے روٹھ جاتی ہے
بہت کچھ سوچنا ہے، مجھ کو سنجیدہ ہی رہنے دیں

16 ستمبر 2021ء

غزل

کیوں تھی درازِ زندگی دل میں خلش نہاں رہی
جس سے وفا نہ ہم نے کی ہم پہ وہ مہرباں رہی

ان نے ہمیں بھلا دیا ہم نے انھیں بھلا دیا
عمرِ رواں گزر گئی باقی نہ داستاں رہی

ان سے وفا تھے کرتے ہم جب کہ تھے ہم سے دور وہ
اب وہ قریب ہیں مگر دل میں طلب کہاں رہی

کیسے چھپاتیں حالِ دل جھوٹی تھیں مسکراہٹیں
اتنا ہنسے کہ خود ہنسی دل کی نہ ترجماں رہی

جس کا خیال دل میں ہے مجھ سے ملا نہیں کبھی
میرا شباب ڈھل گیا اس کی وفا جواں رہی

میرے بغیر تم کہو کیسے گزاری زندگی
تیرے بغیر ہر گھڑی میرا تو امتحاں رہی

پوری ہوئی تری قسم میں نے لیا ترا نہ نام
گرچہ ترے ہی ذکر سے تر ہے سدا زباں رہی

31 مئی 2020ء

غزل

کیا وہ دل میں بسا رہی ہے مجھے؟
دیکھ کر مسکرا رہی ہے مجھے!

ٹوٹ کر میں بکھر چکا کب کا
کوئی پھر سے بنا رہی ہے مجھے

جیسے پردہ ہوں ایک عارض کا
کوئی مہوش ہٹا رہی ہے مجھے

چاندنی جس سے پیار ہے مجھ کو
بازوؤں میں سلا رہی ہے مجھے

بھولنا چاہتا ہوں جس کو میں
آج پھر یاد آ رہی ہے مجھے

کس کے گھر کی تلاش پھر امروز
راستوں میں گھما رہی ہے مجھے

تم کہاں ہو؟ یہ میرا وہم ہے کیا؟
تیری آواز آ رہی ہے مجھے

15 ستمبر 2021ء

غزل

کچھ نہ مانگا رب سے کیا یہ تھی دعا کی سادگی؟
سب عطا فرما دیا، یہ تھی عطا کی سادگی

جس روش سجدہ نہ آدم کو کیا ابلیس نے
تھا غرورِ جاوداں یا پھر انا کی سادگی؟

آپ کی تفہیم کے آگے سر تسلیم خم
آپ نے دیکھی ہے میری انتہا کی سادگی

بدلے میں توحید کے تثلیث کو کر لے قبول
کیا ہے یہ اہلِ کلیسا کے خدا کی سادگی؟

گر تری الفت اثر رکھتی ہے اور تاب و تپش
مجھ کو سکھلا دے گی سب میری وفا کی سادگی

وہ تڑپ اور اضطرابِ جاں مجھے اے عشق دے
دل کہیں لگنے نہ دے. جس کی سزا کی سادگی

جس نے اِلَّا اللہ ہر معبود کو ٹھکرا دیا
ہے اساس اسلام کی اک لفظ 'لا' کی سادگی

دیدۂ مشتاق کو کافی نہ تھا جلوۂ طور
وہ تو تھی معصومیت کی انتہا کی سادگی

تھے مری آنکھوں میں بھی تم سے بہت سارے سوال
پوچھ نہ لیکن سکی کچھ بھی حیا کی سادگی

06 اپریل 2020ء

غزل

اب دل بہت اداس ہے ساقی شراب لا
یہ جام مجھ کو راس ہے ساقی شراب لا

بے ہوش ہونے کی مرے بالکل نہ فکر کر
دل میں بلا کی پیاس ہے ساقی شراب لا

دو ایک جام سے مرا دل بھر گیا ہوگا
تیرا غلط قیاس ہے ساقی شراب لا

دیکھا نہیں ہے آج اسے. بس اتنی بے خبر
دن عام ہے یا خاص ہے ساقی شراب لا

پی کر یہاں لے جاؤں گا میں گھر بھی اپنے آج
قیمت بھی میرے پاس ہے ساقی شراب لا

31 مئی 2020ء

غزل

جس کی زلفوں کا رات سایہ ہے
وہ ستاروں میں مسکرایا ہے

پھر سے ہمدردیوں نے تڑپایا
پھر سے تم نے گلے لگایا ہے

میری منزل تلک نہیں جاتا
تم نے جو راستہ دکھایا ہے

چند لوگوں کو جانتے ہو تم
ہم نے دنیا کو آزمایا ہے

عکس دلکش ہے نقش کاغذ پر
اک تصوّر نے رنگ پایا ہے

ہم نے تحقیق کر کے دیکھ لیا
اصل قانون صرف مایہ ہے

04 اکتوبر 2021ء

غزل

تمھیں محبت! پیا کی توہین اگر ہوئی تو سزا ملے گی
حدیثِ دل اب رقم جو قرطاس پر ہوئی تو سزا ملے گی

اُنھیں کلیساؤں سے مقدس ہیں اپنی شہزادیوں کے کمرے
کسی کو شب اُن میں داخلے کی خبر ہوئی تو سزا ملے گی

غلام ہو تم، ہے حکم تم کو نگاہیں اپنی جھکائے رکھنا
ہماری جانب اگر تمھاری نظر ہوئی تو سزا ملے گی

محال لگتا تھا تم کو محبوب کا تری ہاں میں ہاں ملانا
تری رضامندی اب جو زیر و زبر ہوئی تو سزا ملے گی

مخالفت پر نوازشیں، دل کی خواہشیں کس قدر ہیں مظلوم
حیات اُن کے اگر مطابق بسر ہوئی تو سزا ملے گی

میں اُس کو مغموم کر رہا ہوں کیا تھا جس نے یقین مجھ پر؟
بدیر آمد، اگر وہ اِس وقت گھر ہوئی تو سزا ملے گی

ادھورے انساں ہیں پیار کے بن، ہوس محبت میں فرق ہے کچھ
وفا نہ ہونا ہے بد نصیبی، مگر ہوئی تو سزا ملے گی

17 جون 2021ء

غزل

دیوی! کب میں ہوں گا سو عورتوں کی باہنوں میں؟
چاہتا ہوں سونا سو عورتوں کی باہنوں میں

مال وزر، ہوس اور نفس چاہتے ہیں قربِ جسم
تاج ہے سلاتا سو عورتوں کی باہنوں میں

کون چاہے گا جنت؟ آخرت کسے ہو یاد؟
اہم کیا رہے گا سو عورتوں کی باہنوں میں؟

خودکشی کریں مفلس مل کے اور شہنشہ شب
ہے شراب پیتا سو عورتوں کی باہنوں میں

پادری! سنبھال اپنا دل، محال ہے شادی
گرچہ تو ہو بیٹھا سو عورتوں کی باہنوں میں

کھول دیں تمھیں دفتر مبصر ایک چٹکلے میں؟
تیز ہے تو لکھتا سو عورتوں کی باہنوں میں

20 اپریل 2022ء

غزل

حسن کو انتخاب سے مطلب؟
ان پڑھوں کو کتاب سے مطلب؟

کس کو دکھلاؤ گے خدا کا گھر؟
کافروں کو ثواب سے مطلب؟

کیوں ہمارے قریں نہیں آتے
بے سبب اجتناب سے مطلب؟

کوئی زندہ رہے یا مر جائے
مے کشوں کو شراب سے مطلب

رب سے میرا معاملہ ہے یہ
تم کو میرے حساب سے مطلب؟

ہے غفورالرّحیم رب میرا
اک رحیم اور عذاب سے مطلب؟

کتنا خطرہ ہے؟ کون دیکھے گا؟
ہم کو تیرے جواب سے مطلب

27 اپریل 2021ء

غزل

مرا سوال غلط ہے تو مانگتا ہوں معافی
پئے مریضِ وفا ہے علاج کون سا شافی ؟

بدل گیا ہے وہ یا میں نہیں رہا پہلے سا
کہ اُس کی بزم میں میں خود کو لگ رہا ہوں اضافی

مجھے خیال ہے آتا، بچا ہے پاس مرے کیا؟
تمھیں ہے فکر کہ نقصاں کی کیسے ہوگی تلافی ؟

وہ نیم پختہ محبت کی گرم جوشی کے تھے لفظ
ہے سچ تمھاری فقط یاد جینے کو نہیں کافی

ہیں غزلیں اچھی مگر بار بار کون سنے گا ؟
وہی گھسی پٹی باتیں، وہی ردیفیں، قوافی !

26 فروری 2021ء

غزل

سینے لگانے کے لیے سچی وفا کی شرط ہے
اور مسکرانے کے لیے بھی التجا کی شرط ہے

جھوٹے وفاداروں کو ہرگز وہ نہیں کرتے معاف
کوئی بھی جھوٹ اُن سے نہ بولے، دلربا کی شرط ہے

اللہ جل جلالہ کو رہتا ہے سدا بندوں کا اپنے انتظار
پانے کو رحمت اُس کی رحمت کی دعا کی شرط ہے

اُن کو منانے کے لیے کافی نہیں دنیا کے پھول
ناراض کرنے کے لیے بس اِک خطا کی شرط ہے

حسنِ ازل کی تو نمائش کو واں رکھو درکنار
واں تک رسائی کے لیے پہلے حیا کی شرط ہے

02 مئی 2020ء

غزل

چھلک سکتے ہیں کیسے جامِ خودداری غلامی میں
ہے لگتی خاک بوسی کی جو بیماری غلامی میں

حصولِ رنگ و بو ممکن نہیں رہتا بہاروں میں
قرارِ جاں نہ کام آئے سمجھداری غلامی میں

تو کس انعام کا ہے شیخ طالب؟ یہ بتا پہلے
ہیں اپنی نیکیاں جیسے گنہگاری غلامی میں

غلامی غیر کی کرتے ہیں رب کا نام لیتے ہیں
مسلمانوں کی ایسے مت گئی ماری غلامی میں

سمجھتے ہیں کہ ہیں آزاد، اپنے حال کو دیکھیں
ہیں ہوتے جشن بھی ثابت غلط کاری غلامی میں

سمجھ داروں کے دل ہیں جانتے، یہ بات سچی ہے
ہو کر آزاد ہیں کرتے نمک خواری غلامی میں

09 اکتوبر 2019ء

غزل

نفرت بھرے جذبات کی تشکیل غلط ہے
اور دل کے ہر اِک حکم کی تعمیل غلط ہے

نقصاں متوقع ہو فقط جس کا نتیجہ
اِس طرح کے اقدام کی تکمیل غلط ہے

مطلب نہیں عشاق کو چھٹی سے کوئی بھی
سو ملک میں اتوار کی تعطیل غلط ہے

دو چار تو آنسو بھی ہیں رونے میں مناسب
تم اپنی نظر کو لو بنا جھیل : غلط ہے

تحریفِ بیاں اور ہم اِک قومِ خطاوار
ہم یہ بھی تو کہتے نہیں انجیل غلط ہے

18 جولائی 2021ء

غزل

تمھیں اپنے دل سے جدا کر چکا ہوں
بھلانے کا وعدہ وفا کر چکا ہوں

مجھے چاہیے موت پر اختیار اب
میں جینے کی قیمت ادا کر چکا ہوں

ترا پیار لوں گا قیامت کو واپس
امانت سپردِ خدا کر چکا ہوں

اندھیرے میں ڈوبے دیارِ وفا کو
ترے نور سے آشنا کر چکا ہوں

سکوں ملتا ہے یاد کرنے سے تم کو
نہیں جانتا یہ میں کیا کر چکا ہوں

08 اپریل 2021ء

غزل

کتنا بے سود کر دیا ہے مجھے
تم نے نابود کر دیا ہے مجھے

تیری پابندیِ محبّت نے
کتنا محدود کر دیا ہے مجھے

میرے جرم خود اعتمادی پر
تم نے مردود کر دیا ہے مجھے

میں تھا آتش کدہ جہنّم سا
تم نے بس دود کر دیا ہے مجھے

اک تری چپ نے تیرے کوچے میں
اور بھی مشہود کر دیا ہے مجھے

تیری سچّی محبّتوں نے سمن
کذبِ موعود کر دیا ہے مجھے

تیرے کوچے کی ان ہواؤں نے
خاک آلود کر دیا ہے مجھے

18 جولائی 2021ء

غزل

دل کی بات کہنے میں شرم و عار کس کو ہے؟
تم وہاں تڑپتے ہو، یاں قرار کس کو ہے؟

مت دعائیں دو مجھ کو پھول ہوں مرا مسکن
چاہیے تمھارے بن، جاں! بہار کس کو ہے؟

ایسٹر، کرسمس، عید، بن ترے گزرتے ہیں
اب کے آنے کا تہوار انتظار کس کو ہے؟

تم سے کچھ نہیں مطلب، الوداع کہہ کر بھی
دیکھتا وہ اِس جانب بار بار کس کو ہے؟

پیار، حب، محبت، عشق، دل لگی، وفا، وعدے
ان فضول باتوں پر اعتبار کس کو ہے؟

17 مئی 2021ء

غزل

دل ہو گیا میرا فدا کل شام کسی پر
چلتے ہوئے پھسلا میں سرِ بام کسی پر

کیا حسن کے واروں سے ہیں بچنے کے طریقے؟
شاید ہوا نازل ہو یہ الہام کسی پر

ہم پی کے بنا دام دیے آ گئے واپس
کیوں؟ ساقی لنڈھاتا رہا کل جام کسی پر

اللہ جہاں کو دے ہدایت کی سعادت
ہم کرتے مسلّط نہیں اسلام کسی پر

نقصان ہوا کیوں کہ تھیں کچھ خامیاں مجھ میں
کچھ دوش نہیں، گر ہوا ناکام، کسی پر

04 مئی 2021ء

غزل

اپنی خموش آنکھوں میں ایک سا ہی سوال ہے
میرا یہی خیال ہے، آپ کا کیا خیال ہے؟

ہم کو اکیلے اِس طرح ملنے دیا گیا ہے کیوں؟
رشتہ قبول سب کو ہے یا یہ کسی کی چال ہے؟

تم نے لکھا ہے آج ہوں شمع کی مثل بجھ رہی
معنیٰ ہے صاف صاف یا لفظوں کا کوئی جال ہے؟

اور سنوں گا کتنی بار "آتی ہوں جان اک منٹ"؟
مجھ کو ہے نیند آ رہی، کیسی شبِ وصال ہے!

حیراں وہ کہہ کے کر گئی برسوں کے بعد آ کے یاد
میں ہوں تمہاری یاسمن، بھول گئے؟ کمال ہے!

07 جنوری 2021ء

پڑنے چہرے پہ دے نہ دھول کنول
گرد اڑتی ہے، بس فضول کنول

جب تری یاد مجھ کو آئے گی
ہو گا اشعار کا نزول کنول

جو ہے سارے جہان سے اعلیٰ
وہ ہے اللہ کا رسول ﷺ کنول

میں نے رنگت تری نکھاری ہے
میرے احسان کو نہ بھول کنول

دست بستہ مری گزارش ہے
کر لے چاہت مری قبول کنول

پہلی منزل تھی جیتنا ترا پیار
اگلی منزل ترا حصول کنول

ایسے تسکین بخش جھونکوں میں
تھوڑا لہروں پہ تو بھی جھول کنول

ہو مقدس تم ایسے میرے لیے
جس طرح ہندوؤں کو پھول کنول

23 مئی 2021ء

غزل

محبت کا ستارہ کیا بنے گا؟
وہ اب میرا دوبارہ کیا بنے گا؟

مری اُمید پر وہ دل ہے زندہ
اگر اِس بار ہارا، کیا بنے گا؟

کسی صورت جو میرا بن نہ پایا
وہ باتوں سے تمھارا کیا بنے گا؟

وہ پھر سے مجھ پہ جادو کر رہا ہے
ہوں کرتا استخارہ، کیا بنے گا؟

سمٹنا ہے مجھے کن بازوؤں میں؟
میں دریا ہوں، کنارہ کیا بنے گا؟

شہنشہ تھے طبیعت کے کبھی ہم
محبت میں تمھارا کیا بنے گا؟

14 نومبر 2021ء

حیا تمھارا پیام کیا تھا؟
"نہ اب ملیں گے، سلام!" کیا تھا؟

تھی خوبصورت بہت وہ لڑکی
نہیں ہے اب یاد نام کیا تھا

جہان سارا اگر تھا فانی
تری نظر کا دوام کیا تھا؟

بھلا دیا دنیا داریوں نے
حلال کیا تھا؟ حرام کیا تھا؟

مجھے بلا کر نہ جب تم آئے
ارادہ کہنے کا شام کیا تھا؟

ہمیں قیامت کو علم ہو گا
خدا ہے کیا اور رام کیا تھا؟

25 ستمبر 2021ء

غزل

گرچہ ہم بھی مچل گئے ہوں گے
چوٹ کھا کر سنبھل گئے ہوں گے

خط مرے اُس نے جب جلائے ہوں گے
ہاتھ اُس کے بھی جل گئے ہوں گے

کیوں کہ آدم کی پشت میں سے ہیں
ہم بھی، یارب! پھسل گئے ہوں گے

اُن کتابوں کو کھا گئی دیمک
پھول بھی ساتھ گل گئے ہوں گے

بعد مدّت کے واپسی ہوگی
کتنے چہرے بدل گئے ہوں گے!

چلتے چلتے تمھارے رستے میں
پاؤں میرے ہو شل گئے ہوں گے

کون سی بات یاد رہتی ہے؟
اُن سے ملنے بھی کل گئے ہوں گے!

08 اکتوبر 2021ء

غزل

گر تری پلکوں سے یہ اشکِ رواں گر جائے گا
میرے اِس نازک سے دل پر آسماں گر جائے گا

لے خبر، زخمی ہیں پاؤں اور تھکن سے چور ہے
چاہنے والا ترا جانے کہاں گر جائے گا

جب تری معصومیت کی اصلیت کھل جائے گی
تب مری نظروں میں یہ سارا جہاں گر جائے گا

خط مرا طائر کے پر سے خود بخود، میری سمن!
آئے گی خوشبو جہاں تیری وہاں گر جائے گا

محو ہو جائے گی تیری اک جھلک میں کائنات
سر سے جب آنچل ترا حورِ جناں گر جائے گا

10 اکتوبر 2020ء

غزل

تمہارے بن ہر اک مقصد بھلا کر گھومتا ہوں
تمہارے پیار کو دل میں بسا کر گھومتا ہوں

کبھی بھی بام کی کھڑکی سے باہر جھانک لینا
میں اکثر رات کو گلیوں میں آ کر گھومتا ہوں

جلانے کے لیے سب کو، وہ جب ہو ساتھ میرے
میں اپنی کار کے شیشے گرا کر گھومتا ہوں

حسینوں کی گزرگاہیں ہیں میرے گھر کے باہر
میں خود کو اِس لیے اتنا سجا کر گھومتا ہوں

مری آوارگی کے بن ہیں میرے جتنے ساتھی
میں سب کو اپنے کمرے میں سلا کر گھومتا ہوں

02اپریل 2021ء

طلسمِ حسن فریبِ نگاہ ہے
حیات بالیقیں اِس پر گواہ ہے

کروں میں کس سے شکایت؟ مرے خدا!
کہ پیار کرنا جہاں میں گناہ ہے

وہ شخص اتنا برا بھی نہیں جناب
مری بھی اُس سے ذرا رسم و راہ ہے

کرم سے بخش دے اللہ! تمہارے بن
یاں مغفرت کی کوئی بارگاہ ہے!

مدام کیسے عقیدے رہیں مرے؟
یقین نے کیا مجھ کو تباہ ہے

ہے ہو گیا مرا بے حس دل اِس طرح
مرے لبوں پہ سعادت نہ آہ ہے

میں تم سے، مجھ سے ہو بیزار تم، پیا
ہمارے دل میں بچی کوئی چاہ ہے؟

یہی صلہ ہے صداقت کا دنیا میں
قلم کا آج تلک منہ سیاہ ہے!

03جون 2021ء

غزل

کس طرح یہ دل ہوا تم پر فدا، لکھ جاؤں گا
اپنی پیشانی پہ اپنی ہر خطا لکھ جاؤں گا

نیک نامی آپ کی قائم رہے گی اِس طرح
آپ کو معصوم، میں خود کو برا لکھ جاؤں گا

لوح پر مجھ سے خدا، لکھوائے گر میری رضا
وہ ہمیشہ خوش رہیں، میں یہ دعا لکھ جاؤں گا

تجربہ جس سے مرے دل نے بہت پایا سرور
دیکھنا اُن کی حیا کی انتہا، لکھ جاؤں گا

میں وصیّت میں لحد اپنی سجانے کے لیے
ہو کفن میرا فقط اُن کی ردا، لکھ جاؤں گا

11اگست 2020ء

غزل

وہ جو آپ کو آپ کا ہم سر لگتا ہے
وہ کیوں آپ کو ماہِ انور لگتا ہے؟

آپ جب آتے ہیں ملنے مجھ سے تب ہی
میرا گھر مجھ کو اپنا گھر لگتا ہے

آپ کو کس نے درد دیا ہے تحفے میں؟
آپ کا دامن اشکوں سے تر لگتا ہے

زندگی آپ کے بن ہو جاتی ہے بے رنگ
آپ ہوں ساتھ تو سب کچھ سندر لگتا ہے

دیکھتا ہوں چلمن کو جس دروازے پر
وہ مجھ کو محبوب کا ہی در لگتا ہے

اُس کو دیا تھا خط میں رکھ کر جو میں نے
مور کا مجھ کو یہ وہ ہی پر لگتا ہے

اتنی رات گلی میں پھرتا ہو گا کون؟
وہ ہی گھومتا ہو گا باہر، لگتا ہے

پہلے ساری دنیا ہم سے ڈرتی تھی
اب تو اپنے آپ سے بھی ڈر لگتا ہے

10نومبر 2021ء

غزل

نہ محنت کی ہو گر میں نے مجھے تابندہ مت کرنا
مگر ناکام ہونے پر مجھے شرمندہ مت کرنا

مجھے دیکھو گے جب، تم کو یہ تھپڑ یاد آئے گا
جو حرکت تم نے کی ہے آج وہ آئندہ مت کرنا

نہیں ہے حسن میں احساس، تم بھی اس سے ہو جاؤ
اور اپنے نرم احساسات کو رقصندہ مت کرنا

فنا سے عشق ہے مجھ کو، بقا سے سخت نفرت ہے
کہیں ہستی مری، میرے خدا! پائندہ مت کرنا

تمنا پھر سے جینے کی نہیں دل میں مرے اللہ جل جلالہ
مجھے مرنے پہ کر دو ختم اور پھر زندہ مت کرنا

04 اپریل 2022ء

غزل

تم کو تلاش کرتے تھے رہ کے میاں مٹ گئے
تم نہ ملے مگر مرے سارے نشان مٹ گئے

آتا نہ تھا یقیں مجھے پہلے کسی کی بات پر
آپ ملے تو سب مرے وہم و گماں مٹ گئے

جینے نہ دیتے تھے مجھے، جب میں نے کر لی خودکشی
جتنے بھی تھے مرے عدو اللہ جل جلالہ کی شان مٹ گئے

جب سے نظر تم آئے ہو سب نے قلم پکڑ لیے
توپ و تفنگ مٹ گئے تیر و کمان مٹ گئے

عذرا و قیس و کوہ کن ہائے وفا کی راہ میں
کیسی حسین مٹ گئیں کیسے جوان مٹ گئے

31 جولائی 2020ء

غزل

آپ نے مجھ سے جو محبت کی
کیا ضرورت تھی اِس عنایت کی؟

نہ مٹی پر مٹی نہ اِس دل سے
اک طلب آپ کی رفاقت کی

بس تمہارے سوا گزارا نہیں
یوں تو ہر چیز ہے ضرورت کی

ہم کو احساں جتا کے تحفے میں
غم بھری زندگی عنایت کی

جانتا ہوں جو کر رہا ہوں میں
کچھ ضرورت نہیں نصیحت کی

کوئی راضی نہیں ہے لینے کو
ذمہ داری خراب حالت کی

آپ کے بن گزارا عہدِ نشاط
دیکھ لیں سادگی طبیعت کی

کی اطاعت رسول ﷺ کی جس نے
اُس نے اللہ جل جلالہ کی اطاعت کی

07 اگست 2021ء

یار کا ہے، بڑا غمگین سماں، مرجانا
کیا غضب ہے ابھی ہونا نہ جواں، مرجانا

رہروئے زیست کوئی بھی نہیں یہ کہہ سکتا
طے مسافت ہوگی کتنی؟ ہے کہاں مرجانا؟

اپنی قسمت میں تو دھوکے ہیں لکھے، سب کو ہے
آخر انفاس ہوں گے بند رواں، مرجانا

آؤ ہم سمجھیں غنیمت یہ رفاقت اپنی
کس کو معلوم ہے کس نے ہے کہاں مرجانا

26 مئی 2021ء

غزل

قابو ہونا جنون مشکل ہے
دل کو ملنا سکون مشکل ہے

میرے جیون کا خون آساں ہے
میری الفت کا خون مشکل ہے

میری دل کی شکستہ نگری میں
ہونا باقی ستون مشکل ہے

کسی تصویر پر لگا شیشہ
ملنا دل کے درون مشکل ہے

25 ستمبر 2019ء

بقا سے مجھ کو ہے نفرت، فنا سے مطمئن ہوں
مجھے الحاد سے مطلب؟ میں لا سے مطمئن ہوں

محال اہداف میری زندگی کے تھے مقاصد
فقط خود سے ہی شکوہ ہے، خدا سے مطمئن ہوں

بچھڑتے وقت تھے دونوں کی آنکھوں میں ہی آنسو
تعلّق کی میں ایسی انتہا سے مطمئن ہوں

مجھے منزل دیے بجھنے سے پہلے مل گئی تھی
بھٹکتا تھا، سو ساحل کی ہوا سے مطمئن ہوں

عجب بے چینی سی پائی معابد کی فضا میں
میں ظلمت خانۂ دل کی فضا سے مطمئن ہوں

کرے الفت تمہاری مضطرب مجھ کو کبھی تو
گلہ ہے میں تری طرزِ وفا سے مطمئن ہوں

خطا سرزد نہیں گرچہ ہوئی اچھی طرح سے
مگر جو تم نے دی مجھ کو، سزا سے مطمئن ہوں

23 جون 2021ء

غزل

نظارہ جناں کا یہاں مل گیا
جو تم مل گئے تو جہاں مل گیا

قفس سے نکل کر بھٹکتا پھرا
ترے سائے میں آشیاں مل گیا

عبث تھیں تری ساری خوش فہمیاں
نتیجہ اسے خوابِ گراں مل گیا

مناسب جہاں اُس کا ملنا نہ تھا
مجھے میرا ساتھی وہاں مل گیا

میں تنہائیوں سے تھا اکتا چکا
تری شکل میں کارواں مل گیا

حقیقت حقیقت میں جب چھپ گئی
وہ سب کچھ کہ جو تھا نہاں، مل گیا

17 دسمبر 2021ء

غزل

ہوس کو آزادیاں ملی ہیں
حیا کو بربادیاں ملی ہیں

نہیں ہے انسانیت جہاں پر
ہمیں وہ آبادیاں ملی ہیں

فقط جو تھیں اک زنا کا پردہ
یاں ایسی بھی شادیاں ملی ہیں

زیادہ دولت تھی پاس جن کے
اُنھیں ہی شہزادیاں ملی ہیں

جناں ہے کشمیر غرق خوں میں
جہاں سبھی وادیاں ملی ہیں؟

12 جنوری 2022ء

غزل

لاکھ محراب ہوں جبینوں میں
تقویٰ باقی نہیں ہے سینوں میں

جا کے ہم دیکھتے ہیں بحر کے بیچ
کتنے سوراخ ہیں سفینوں میں

قوم پاتی عروج ہے اُس وقت
خوں بہاتی ہے جب پسینوں میں

ہوتا فرحت کا ہے عجب احساس
سال کے آخری مہینوں میں

اپنے ایمان کا خدا حافظ
ہم ہیں شیطاں کے ہم نشینوں میں

کوئی شکوہ نہیں کہ خود ہم نے
سانپ پالے تھے آستینوں میں

حاکم شہر کو دو خوشخبری
نام اُس کا بھی ہے کمینوں میں

آپ، میں، اور اک خدا کی ذات
کون ہے ذمہ دار تینوں میں؟

11 فروری 2022ء

چل رہے ہیں وہ میرے سات میں کیا؟
موت بیٹھی ہے میری گھات میں کیا؟

تم نے دنیا کا حسن دیکھا ہے
پھول دیکھا ہے اُس کے ہات میں کیا؟

اُف! یہ شیرینیاں اندھیرے کی
چاندنی نغمہ زن ہے رات میں کیا؟

کس طرح تم کو یاد کرتا رہوں؟
ایک ہی روگ ہے حیات میں کیا؟

آپ کے بازوؤں کی زنجیریں!
قید یہ ہے تو پھر نجات میں کیا؟

روح میری ہے آپ میں مضمر
آپ کی شان میری مات میں کیا؟

وہ جو بچھڑا تو کچھ نہ باقی رہا
تھا وہی شخص کائنات میں کیا؟

21 ستمبر 2021ء

غزل

آب و آتش کے درمیان میں ہے
زندگی سخت امتحان میں ہے

اُس کو مسند نشین کیا سمجھیں
لطف شاہین! جو اڑان میں ہے

نہ بتاؤں گا جس کے بارے میں
ایک ہی شخص میرے دھیان میں ہے

ذکر جنت میں جس کا ملتا ہے
وہ گناہوں کی ہر دکان میں ہے

جس کو منزل سمجھتا ہوں، یا رب!
کس کی تصویر اُس نشان میں ہے؟

پیار دونوں کو گر ہے آپس میں
فرق کیوں دونوں کے بیان میں ہے؟

شہرِ پردہ نشیناں خوف میں ہے
ذکر کس کس کا داستان میں ہے؟

جس پہ میں ہوں فدا، کہاں ہے وہ؟
اک ستارہ ہے، آسمان میں ہے!

30 اکتوبر 2021ء

غزل

تمام عمر کی طلعت نصیب کس کو ہوئی؟
مرے پیا تری چاہت نصیب کس کو ہوئی؟

اکیلے رہ گئے تم بھی مری طرح آخر
تمھارے قرب کی دولت نصیب کس کو ہوئی؟

وفائیں ہیں بڑی نعمت، وفائیں ہیں سب کچھ
مگر وفاؤں کی نعمت نصیب کس کو ہوئی؟

"اگر کبھی ملی فرصت تو ہم ملیں گے ضرور"
مگر بچھڑنے پہ فرصت نصیب کس کو ہوئی؟

اے 'یاسمین' مری قسمت 'صبا' کے ساتھ ہوں میں
'حنا' کسے ملی؟ 'نکہت' نصیب کس کو ہوئی؟

11 مارچ 2021ء

غزل

فیصلہ کر لیا جینے کی تمنا نہ کریں گے
جب سے سوچا ہے ترے بارے میں سوچا نہ کریں گے

زندہ انسان زمانے میں بھٹکنے کے لیے ہیں
اب ہدایت کو فرشتے کبھی اترا نہ کریں گے

ایسی لذت ملی ہے تیرے تجسس کے گنہ میں
ہے یہی عزمِ مُصَمَّم کبھی توبہ نہ کریں گے

ہم کو اک بار وہ کرنے دو جو کرنے کی ہے خواہش
ہم ترے سر کی قسم !ایسا دوبارہ نہ کریں گے

در کنار اِس کو بِتانا، ہے اگر زندگی یہ ہی
مر کے، ہوں خود خدا تو خود کو بھی زندہ نہ کریں گے

تم کو پردے کی ہے اتنی ہی پڑی تو رہا وعدہ
بے لبادہ بھی جو گزرو گے تو دیکھا نہ کریں گے

05 دسمبر 2021ء

غزل

عکس ایمان کا نہیں دیکھا
یاں کسی نے خدا نہیں دیکھا

خود کو خود سے جدا تو دیکھا ہے
خود کو تم سے جدا نہیں دیکھا

ہے شکاری تری نظر جس کا
تیر ہوتا خطا نہیں دیکھا

تم کو دیکھا نہیں تو کیا دیکھا
تم کو دیکھا تو کیا نہیں دیکھا

تم سے بڑھ کر کہیں مرے محبوب
کوئی بھی باوفا نہیں دیکھا!

ہے ہماری حیات اک محشر
سب نے روزِ جزا نہیں دیکھا

جب سے دل میں بسایا ہے تم کو
میں نے کوئی خلا نہیں دیکھا

30 نومبر 2021ء

غزل

جی بھر کے پیو میخانے سے یا تم پھر اک بھی جام نہ لو
یا مجھ کو جواب ارسال کرو، یا قاصد سے پیغام نہ لو

اے میرے مسیحا! دو باتیں ہیں ساتھ مرے گر چلنا ہے
بھر عمر نبھاؤ ساتھ مرا یا ہاتھ کو میرے تھام نہ لو

مشکل سے ملا ہے وقت ہمیں پل دو پل باہم ملنے کا
اب جلدی سے پاس آجاؤ اور شرم و حیا سے کام نہ لو

مجرم ہیں اگرچہ ہم دونوں، دامن کو بچا لو تم اپنے
بدنام ہوں میں تو پہلے ہی، تم اپنے سر الزام نہ لو

اللہ جل جلالہ کے یا شیطان کے ہو، یک طرفہ ہونا بہتر ہے
اسلام سے مخلص ہو جاؤ یا پھر اسلام کا نام نہ لو

03 جون 2020ء

میرا لہجہ مری سرکار نہیں بدلے گا
جب تلک آپ کا معیار نہیں بدلے گا

اسی اک دل پہ حکومت کریں گے سارے حسیں
حکمراں بدلیں گے، دربار نہیں بدلے گا

کچھ بدلنا ہے تو پرستش کا طریقہ بدلو
فیصلہ میرا سرِ دار نہیں بدلے گا

وقت کا ہے یہ تقاضا، کوئی قرآن نہیں
جو ذرا سا بھی سمجھ دار نہیں بدلے گا

مجھ سا اچھا نہیں دنیا میں کوئی، کیسے کہوں؟
جھوٹ سے تو مرا کردار نہیں بدلے گا

دھوکہ دینے کا ہے عادی کہ سدا میرا حبیب
پیٹھ پر ہی کرے گا وار، نہیں بدلے گا

جس کی بانہوں میں بھی ہو، اُس سے وفادار رہو
جانتا ہوں ترا انکار نہیں بدلے گا

22 دسمبر 2021ء

غزل

زندگی میں کوئی ابہام نہیں چاہتا ہوں
اب کوئی پیار کا پیغام نہیں چاہتا ہوں

زلف کے سائے میں سونے کا ہے وعدہ دل سے
اِس لیے کرنا اب آرام نہیں چاہتا ہوں

کس میں ہمت ہے کوئی ہاتھ جو روکے میرا
کرنا بس میں تمھیں بدنام نہیں چاہتا ہوں

میں تو فرہاد ہوں، مر کر بھی نہیں مر سکتا
شیریں سا آپ کا انجام نہیں چاہتا ہوں

اچھے لفظوں سے مجھے یاد کیا کیجے گا
ہر طرح ہونا میں ناکام نہیں چاہتا ہوں

جب کہا تم نے "مری جان! بچھڑنا ہوگا۔"
اور اُس جیسی کوئی شام نہیں چاہتا ہوں

11 جون 2021ء

غزل

وہ جن میں جلوہ گر تھے اب وہ آئنے نہیں رہے
پسند تھے جو ہم کو وہ ہی گُل کھلے نہیں رہے

نہیں رہا جنون دل میں عاشقی کا پہلے سا
وہ راحتیں فراق کی، وہ رت جگے نہیں رہے

قدم قدم پہ اپنوں نے سلوک اجنبی کیا
مگر ہمیں کوئی شکایتیں، گلے نہیں رہے

ہمیشگی گواہ ہے کیا تھا میں نے سامنا
وفا کی رہ میں آپ کے قدم جمے نہیں رہے؟

تھے ہاتھ جن کے ریشمی، تھے پاؤں جن کے مخملی
بریشمی لباس میں وہ بھی سجے نہیں رہے

تھیں جن کے دم سے رونقیں وہ چھوڑ کر چلے گئے
کہ دوستوں کی محفلوں کے سلسلے نہیں رہے

یقین مانیے کہ کائنات پیاسی رہ گئی
جو آپ کے لبوں سے میرے لب ملے نہیں رہے

07 جولائی 2021ء

غزل

مطلوب اکیلے پن کا سہارا نہیں مجھے
جانا تمھارا دور گوارا نہیں مجھے

گو زندگی کے طور طریقے بدل گئے
لیکن نظر سے اُس نے اتارا نہیں مجھے

مدت سے ہوں نظر کے سمندر سے دربدر
اب تک ملا کہیں بھی کنارا نہیں مجھے

آنکھوں کو بخش دو ذرا چاہت کی روشنی
مطلوب مہر و ماہ و ستارا نہیں مجھے

میں کب سے منتظر ہوں اک اٹھتی نگاہ کا
اُس نے کیا کوئی بھی اشارا نہیں مجھے

کچھ اس طرح سے دے گیا داغِ مفارقت
مل سکتا اب کبھی بھی دوبارہ نہیں مجھے

19 مئی 2021ء

غزل

گو اُس نے کیا پیار کا اقرار نہیں ہے
پر پلکیں جھکانا کوئی انکار نہیں ہے

سب پاس تھے، جب تم نہ ملے تو لگا ایسے
اِس شہر میں کوئی بھی مرا یار نہیں ہے

صرصر کے بہانے سے ہی سرکاؤ نا پردہ
کیوں مجھ کو میّسر ترا دیدار نہیں ہے ؟

چھوتا ہوں اِسے تو تمھیں لگتا ہے برا کیوں ؟
یہ پھول ہے، کوئی ترا رخسار نہیں ہے

یاں بدلے میں یوسف کے زلیخا بھی بکے گی
چاہت ہے کوئی مصر کا بازار نہیں ہے

مانا کہ گنہگار ہوں، وہ کہہ گئی جتنا
یار! اُتنا برا بھی مرا کردار نہیں ہے

15 مارچ 2021ء

غزل

میری خوشیوں کا چمن رشکِ جناں ہو جائے
چہرہ تیرا مری آنکھوں پہ عیاں ہو جائے

وقتِ برسات چراغوں کو بجھا دیں جھونکے
ہاتھ ہاتھوں میں ہوں، پر کیف سماں ہو جائے

ہے دعا حوروں کی اللہ سے یہ شام و سحر
کچھ ترے حسن کی خیرات وہاں ہو جائے

پارسائی ہی رہے بیچ میں حائل، ہے دعا
خاک میری ترے سجدوں کا نشاں ہو جائے

جب گلی سے تری گزروں، تو مرے سامنے ہو
جب تو واپس مڑے، رخصت مری جاں ہو جائے

22جولائی 2020ء

غزل

مرے لبوں کی دعا ہو جانا
میں جب بھی مانگوں، عطا ہو جانا

کبھی جو چڑھ کر نہیں اترتا
تم ایک ایسا نشہ ہو جانا

میں کیسے حاصل کروں گا تم کو؟
نہیں ہے ممکن خدا ہو جانا

میں سر تا پا معصیت میں ڈوبا
ہوں چاہتا اب سزا ہو جانا

وہ آ رہے ہیں، میں مر رہا ہوں
اے فرض میرے! ادا ہو جانا

نبھائیں گے کب تلک تعلّق؟
ہے اب تو بہتر جدا ہو جانا

تمہارا جانا، مرض کا آنا
تمہارا آنا، شفا ہو جانا

میں کس کے سینے سے لگ گیا تھا؟
محال تھا یہ خطا ہو جانا

25اپریل 2021ء

غزل

قریب آؤ، گلوں کی برسات ہو رہی ہے
ہماری ہی کائنات میں بات ہو رہی ہے

نظر نہیں ہٹ رہی ہے چہروں سے دونوں کی آج
کہ بعد مدت کے پھر ملاقات ہو رہی ہے

سبھی کے ایمان آج خوف و ہراس میں ہیں
کہ ہر طرف کفر کی مدارات ہو رہی ہے

کہاں چلے؟ شام دلنشیں، دل غریقِ الفت
ہوں میں اکیلی، نہ جاؤ، جاں! رات ہو رہی ہے

ہے مجھ سے ناراض دیوی ہر ایک خیر و شر کی
یہ دیویوں سے ہی شرحِ حالات ہو رہی ہے

نہ ساتھ میرا خدارا چھوڑو، یہ ہے گزارش
کہ بازی جیتی ہوئی مری مات ہو رہی ہے

12 نومبر 2021ء

غزل

بن ترے جب بھی رات ہوتی ہے
درد میں کائنات ہوتی ہے

کب تلک منتظر رکھو گے مجھے؟
زندگی بے ثبات ہوتی ہے

پہلے دونوں بہت جھجکتے تھے
اب اشاروں سے بات ہوتی ہے

وہاں انسانیت نہیں رہتی
جس جگہ ذات پات ہوتی ہے

شب ستاروں کی مسکراہٹ اُف!
تیری یادوں کی گھات ہوتی ہے

وصل ہو سکتا ہے مگر دنیا
مانعِ ممکنات ہوتی ہے

تیری ہم شکل سی کوئی صورت
ہر سمے میرے سات ہوتی ہے

16 ستمبر 2021ء

غزل

دلِ حزیں کو عبث بے قرار ہونا تھا
مجھے نصیب ترا انتظار ہونا تھا

یقین آنے سے پہلے وہ عہد ٹوٹ گیا
یقینِ کل پہ جسے استوار ہونا تھا

میں جانتا تھا کہ حاصل نہ کر سکوں گا تجھے
تمھارا چاہنے والا شمار ہونا تھا

تباہ زندگی کر کے، گنوا کے خوشیاں ہوں خوش
یہ حال بھی مرا پروردگار ہونا تھا!

یہ آنکھیں درمیاں سب کے رہی ہیں ہنستی
کیوں؟
جو آج تنہا اِنھیں اشک بار ہونا تھا

پڑا تھا سارا جہاں، تم سے خوب صورت بھی
ہوں سوچتا مجھے تم سے ہی پیار ہونا تھا

02 نومبر 2020ء

غزل

کس طرح شب کٹے اُس رخ کی سحر ہونے تک
نقش مٹ جائیں گے منظورِ نظر ہونے تک

اجنبی دیس میں معلوم ہوا ملک ہے کیا؟
ملک کی قدر نہ تھی ملک بدر ہونے تک!

موت تو آئے گی، خواہش ہے امر ہونے کی
ہوں گے ہم عالمِ برزخ میں امر ہونے تک

ضبطِ ایامِ جوانی کا ہے رہتا پختہ
ایک مہوش کے تبسّم کی نذر ہونے تک

ایسی شہرت کی تمنا ہے بشر کے دل میں
ختم ہوتی ہی نہیں خاک میں سر ہونے تک

اک مسافر تمھیں رستے میں ملے گا جس کے
پاؤں ہو جائیں گے شل خون سے تر ہونے تک

11 فروری 2022ء

غزل

یاں غم پرچھائیاں پرچھائیاں پرچھائیاں ہیں جی
واں حسن آرائیاں آرائیاں آرائیاں ہیں جی

محبت کا مرا انداز تو اچھا ہے پر اس میں
بڑی رسوائیاں رسوائیاں رسوائیاں ہیں جی

مرے الفاظ کی بندش میں اور اُن مست آنکھوں میں
بڑی گہرائیاں گہرائیاں گہرائیاں ہیں جی

نہیں بوسہ وہ دیتے جان کے بدلے بھی، کہتے ہیں
بڑی مہنگائیاں مہنگائیاں مہنگائیاں ہیں جی

نہیں ہے کوئی بھی ساتھی، سنائیں کس کو حال اپنا؟
بڑی تنہائیاں تنہائیاں تنہائیاں ہیں جی

12 ستمبر 2020ء

رشک کرتا گلاب ہے اُس پر
کتنا اچھا نقاب ہے اُس پر

حسن اُس کا ہے فتنے کا باعث
واجب اب اجتناب ہے اُس پر

ہے چمک بڑھتی اُس کے چہرے کی
جب برستی شراب ہے اُس پر

کیوں سکوں پائیں اُس کی دید سے دل؟
گراں کارِ ثواب ہے اُس پر

گل شگفتہ گلاب کا ہر روز
ورد اک کامیاب ہے اُس پر

یہ شریعت سمجھ سے باہر ہے
صرف مجھ سے حجاب ہے اُس پر

30 اگست 2021ء

غزل

عشق کل کائنات ہے اے دل
حسن ادنٰی سی ذات ہے اے دل!

اِس سے اچھے نصیب کیا ہوں گے؟
حسن سے اختلاط ہے اے دل!

سو رہا ہے جو ہو کے تو بے فکر
کیا تو سمجھا ہے رات ہے اے دل؟

اُن کی نفرت ہے. بس دکھاوے کی
پیار اندر کی بات ہے اے دل!

آج کی رات عید ہے میری
آج وہ میرے ساتھ ہے اے دل

کچھ حسینائیں ہیں حیا پرور
کچھ مری احتیاط ہے اے دل

ہے جوانی جو کرنا ہے کر لے
یہ ہی عہدِ نشاط ہے اے دل

06 جون 2020ء

غزل

رحم و احساس سے خالی ہے دل
ایک سوکھی ہوئی ڈالی ہے دل

خواہشیں مر نہیں سکتیں ایسے
کچھ تو ہے. جس کا سوالی ہے دل

دی جگہ تم کو بنانے کی محل
دیکھو کتنا مرا عالی ہے دل!

دیکھ کر حسن تمھیں دیوی کہا
کہ پرستش میں جمالی ہے دل

کیا سمجھنے لگا ہے تو خود کو؟
دنیا تجھ سے بھی نرالی ہے دل

تو ہوس ہے، ترے سامنے تو
عشق کا ذکر بھی گالی ہے دل

22 جنوری 2022ء

غزل

آنکھیں نشیلی ہیں مری ہونٹوں پہ رنگ ہے سو ہے
اب بھی پیا سے ملنے کی دل میں امنگ ہے سو ہے

اُس کی نظر کے تیر سب میرے بدن کو چوم لیں
چال ہے میرے پیار کی کہنے کو جنگ ہے سو ہے

رکھتی تھی گو سنبھال کر کاٹ کے ڈور لے گیا
جب سے ہے اُس کے ہاتھ میں قلب پتنگ ہے سو ہے

مجھ کو لگا لو سینے سے، جلدی پناہ چاہیے
پروا نہیں امین من توپ و تفنگ ہے سو ہے

اپنا جہاں وسیع ہے جس میں ہیں رہتے دونوں ہم
باقی جہاں کی سوچ ہے واقعی تنگ ہے سو ہے

کیسے جدا کرو گے تم اُس کو جو میری روح ہے
زندہ رہوں گی جب تلک میرے وہ سنگ ہے سو ہے

تڑپے نہ میرا جسم کیوں؟ کھو سا گیا ہے دل کہیں
سینے میں رہتا گو نہیں جسم کا انگ ہے سو ہے

22 ستمبر 2021ء

غزل

اپنی نظر میں روپ نگر کے جو دل سے متوالے ہیں
اِس محفل میں پریم نگر کی بپتا کہنے والے ہیں

اِس کی بات نہیں ہم سنتے، دل نادان تو بالک ہے
کیا پہچانے اُن کو جن کے منھ گورے دل کالے ہیں؟

سانچ کو آنچ نہیں ہے لیکن سانچ کے پتھ پر کون چلے
سانچ کے دشمن دنیا والے آفت کے پرکالے ہیں

اجنبی شہر میں کس کو پکاروں؟ کون ہے واقف جو آئے؟
جانتا تھا میں جن کو سب کے دروازوں پر تالے ہیں

تیری زلف جو لہرائی تو جھوم کے بادل برسے گا
رب نے تیرے رنگ میں رنگے جتنے گلاب اور لالے ہیں

دیکھ لیا ہے تیرے در پر اُن کی قدر نہیں کوئی
جو دامن ہیں خون میں بھیگے، جن قدموں پر چھالے ہیں

27 اپریل 2020ء

غزل

حیات سے یہ پوچھیے عذاب ہے یا اور کچھ؟
یہ ہر نفس کے جرم کا حساب ہے یا اور کچھ؟

عجب تصوّرات بن گئے وفا کی راہ میں
یہ اک بڑے گنہ کا ارتکاب ہے یا اور کچھ؟

کہاں تھی کل تلک حیا، کہاں تھی شرم کل تلک
تمھارے آج چہرے پر نقاب ہے یا اور کچھ؟

نشہ سا طاری ہوتا ہے نظر ملاؤ تم اگر
نہاں تمھاری آنکھوں میں شراب ہے یا اور کچھ؟

یہ مجھ سے پوچھتی حسینوں کی ہیں بے حجابیاں
حقیقی زندگی پسِ حجاب ہے یا اور کچھ؟

بہت دنوں سے آپ ملتے ہیں بچھڑنے کے لیے
سو آپ کا یہ مجھ سے اجتناب ہے یا اور کچھ؟

جمالِ گُل، جمالِ زہرہ ماند پڑ گئے ہیں کیوں؟
اثر پذیر آپ کا شباب ہے یا اور کچھ؟

26 مئی 2021ء

غزل

شباب تم نے حسن پر لٹا دیا، یہ سچ ہے کیا؟
سر اپنا دل کے سامنے جھکا دیا، یہ سچ ہے کیا؟

نظر نہ آیا میں اُنھیں تو آج اُنھوں نے راہ میں
نقاب اپنے چہرے سے ہٹا دیا، یہ سچ ہے کیا؟

کبھی کسی سے آپ کو بھی پیار تھا؟ تو کیا ہوا؟
مدام اُس نے آپ کو بھلا دیا، یہ سچ ہے کیا؟

ہزاروں پھول بیچ کر خریدا تھا وہ ایک ہار
وہ تحفہ آپ نے کہیں گنوا دیا، یہ سچ ہے کیا؟

مرے یقینِ کل نے میری سادگیِ عشق نے
تمھیں بھی جھوٹ بولنا سکھا دیا، یہ سچ ہے کیا؟

26 فروری 2021ء

غزل

کچھ نہیں رہ گئی انسان کی وقعت یہاں پر
چند سکوں کے عوض بکتی ہے عصمت یہاں پر

ایسی پابندیاں : جینا بھی سزا لگتا ہے
اب تلک جرم کبیرہ ہے مَحبّت یہاں پر

علم، کردار، ہنر، قابلیت اپنی جگہ
فیض کا ایک ہی معیار ہے : دولت یہاں پر

خود غرض ہو گیا ہوں میں بھی زمانے کی طرح
ملتا ہوں اُس سے ہی ہو جس کی ضرورت یہاں پر

اجنبی شہر میں ماحول ہے تنہائی کا
خود کلامی سے مجھے ہوتی ہے وحشت یہاں پر

بس اِسی بات کی تشریح ہیں سارے آئین
کہ فقط ایک ہی قانون ہے : طاقت یہاں پر

30اگست 2021ء

غزل

وہ ڈھلتا سورج، برستی بارش، وہ سیرِ اُس شام - یاد کرنا
وہ پیار کی چاندنی میں خواہش، نہ فکرِ انجام - یاد کرنا

"کیسے ہو تم چاہتی؟" جو پوچھا تو بولیں وقفے سے "صرف تم کو۔ ۔ ۔!"
تمھارے تب ذہن میں کسی اور کا بھی تھا نام؟ یاد کرنا

ہے یاد جب آتی تیری چاہت، ترے تحائف کو چومتا ہوں
کلائی زنجیر، اپنی تصویر دی تھی مادام، یاد کرنا

تھیں دیوی تم خوبصورتی کی پر ایک چھوٹے سے حادثے میں
تمھارے حسن اور میری کوشش نے کھویا انعام - یاد کرنا

"ترے لیے کیا کروں میں لڑکے؟" "ہے کرنے کا واقعی ارادہ؟
نہ دینا اپنی جدائی کے درد کا مجھے جام" - یاد کرنا

18اپریل 2022ء

اِس سے اچھے نصیب کیا ہوں گے؟
حسن سے اختلاط ہے اے دل!
ناظم زرسنر